# روحانی خزائن

تصنیفات

## حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

### مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱۸

اعجاز المسیح ۔ ایک غلطی کا ازالہ ۔ الھدیٰ و التبصرۃ لمن یریٰ

دافع البلاء ۔ نزول المسیح

# دیباچہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت تصانیف اس سے قبل رُوحانی خزائن کے نام سے ایک سیٹ کی صورت میں طبع ہو چکی ہیں لیکن ایک عرصہ سے نایاب ہونے کی وجہ سے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس رُوحانی مائدہ کو دوبارہ شائع کرکے تشنہ روحوں کی سیرابی کا سامان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ اسکی دی ہوئی توفیق سے خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اب ان کتب کو دوبارہ سیٹ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے۔ یہ کتب اکثر چونکہ اُردو زبان میں ہیں اور اُردو دان طبقہ کی اکثریت پاکستان میں ہے اس لئے مناسب تو یہ تھا کہ ان کتب کی اشاعت بھی پاکستان میں ہوتی۔ لیکن ناگزیر مشکلات کی وجہ سے مجبوراً بیرون پاکستان سے ہی ان کی اشاعت کا فیصلہ کرنا پڑا۔

اس ایڈیشن کے سلسلہ میں چند امور قابل ذکر ہیں۔

ا۔ قرآنی آیات کے حوالے موجودہ طرز پر (نام سورۃ : نمبر آیت) نیچے حاشیہ میں دیئے گئے ہیں۔

ب۔ سابقہ ایڈیشن سے محض کتابت کی غلطیوں کی تصحیح کی گئی ہے۔

ج۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی انگریزی عبارات کو صاف TYPE میں پیش کیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو ان رُوحانی خزائن کے ذریعہ راہِ ہدایت نصیب فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں کو قبولیت بخشے۔ آمین

خاکسار

الناشر

مبارک احمد ساقی ایڈیشنل ناظر اشاعت

۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء
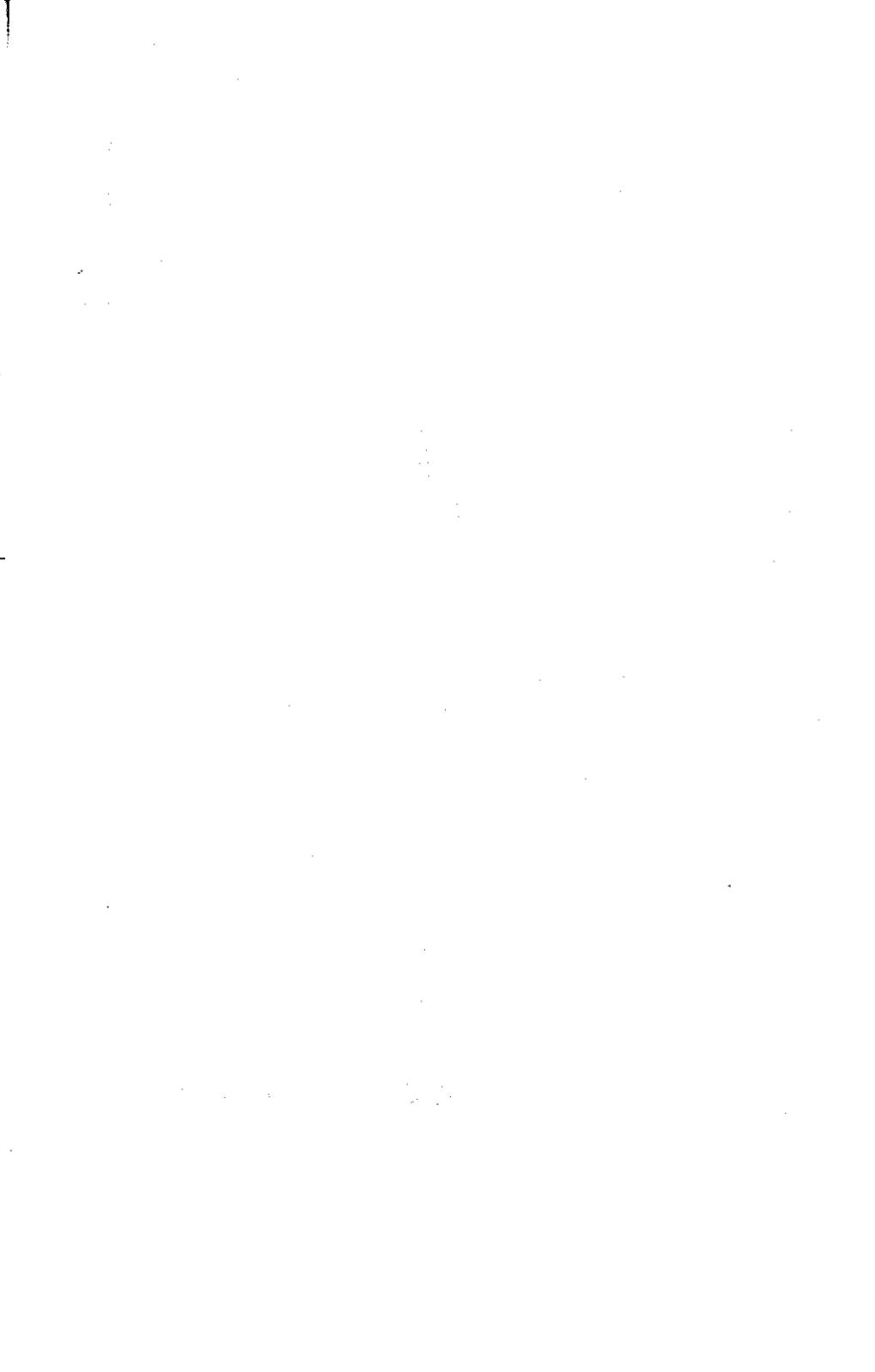
یہ روحانی خزائن کی اٹھارویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات اعجاز المسیح، ایک غلطی کا ازالہ۔ دافع البلاء۔ الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ اور نزول المسیح پر مشتمل ہے۔

# اعجاز المسیح

روحانی خزائن جلد ۱۷ کے "پیش لفظ" میں تحفہ گولڑویہ کے زیرعنوان ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰؍ جولائی ۱۹۰۰ء کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کے لئے لاہور میں ایک جلسہ کر کے اور قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکال کر بعد دعا چالیس آیات کے حقائق اور معارف فصیح و بلیغ عربی میں سات گھنٹے کے اندر لکھنے کے لئے تمام علماء کو عموماً اور پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی کو خصوصاً دعوت دی تھی۔ مگر کسی نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا۔ اور نہ ہی پیر مہر علیشاہ صاحب نے اس اعجازی مقابلہ یعنی بالمقابل قرآنی آیات کی فصیح بلیغ عربی میں تفسیر لکھنے کی دعوت قبول کی تھی۔ لیکن بغیر اطلاع دیئے لاہور پہنچکر اور مباحثہ کی شرط لگا کر اُس نے لوگوں کو یہ دھوکا دیا تھا کہ گویا وہ بالمقابل تفسیر لکھنے کیلئے تیار ہیں۔ جب اُن کے مریدوں نے ہر جگہ ان کی جھوٹی فتح کا نقارہ بجایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گندی گالیاں دیں اور یہ مشہور کیا کہ پیر صاحب تو سچے دل سے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کیلئے تیار ہو گئے تھے اور اسی نیت سے لاہور تشریف لے گئے تھے لیکن خود دعوت دینے والے لاہور نہ پہنچے اور بھاگ گئے۔ اس لئے آپ نے اپنے اشتہار ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء مندرجہ اربعین نمبر ۴ میں بالمقابل ربانی تفسیر لکھنے کیلئے ایک اور تجویز پیش کی۔ آپ نے فرمایا

"اگر پیر جی صاحب حقیقت میں فصیح عربی تفسیر پر قادر ہیں اور کوئی فریب انہوں نے نہیں کیا۔ تو اب بھی وہی قدرت اُن میں ضرور موجود ہوگی۔ لہٰذا میں ان کو خدا تعالےٰ کی

قسم دیتا ہوں کہ اس میری درخواست کو اس رنگ میں پورا کر دیں کہ میرے دعاوی کی تکذیب کے متعلق فصیح بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھیں جو چار جز سے کم نہ ہو۔ اور میں اس سورۃ کی تفسیر بفضل اللہ و توبہ اپنے دعویٰ کے اثبات سے متعلق فصیح بلیغ عربی میں لکھونگا۔ انہیں اجازت ہے کہ وہ اس تفسیر میں دنیا کے علماء سے مدد لیں۔ عرب کے بلغاء فصحاء بلالیں۔ لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لئے طلب کریں۔ ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستر دن تک اس کام کے لئے ہم دونوں کو مہلت ہے۔ ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا۔ اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب ان کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو میں پانسو روپیہ نقد انکو انعام دونگا اور تمام اپنی کتابیں جلا دونگا۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لونگا۔ اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اس مدت تک یعنی ستر روز تک وہ کچھ بھی نہ لکھ سکے تو مجھے ایسے لوگوں سے بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش۔ صرف یہی دکھلاؤنگا کہ کیسے انہوں نے پیر کہلا کر قابل شرم جھوٹ بولا۔" (روحانی خزائن جلد ۱۷ حاشیہ صـ ۴۴۹-۴۵۰)

نیز فرمایا:—

"ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ بے شک اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور محمد حسن بھیں وغیرہ کو بلالیں۔ بلکہ اختیار رکھتے ہیں کہ کچھ طمع دیکر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کر لیں۔ فریقین کی تفسیر چار جز سے کم نہیں ہونی چاہیئے ........ اگر میعاد مجوزہ تک یعنی ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ر فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں فریقین میں سے کوئی فریق چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گذر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہ رہیگی۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۷ صـ ۴۸۴)

اس اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی خاص تائید سے حضرت اقدس علیہ السلام نے مدت معینہ کے اندر ۲۳ر فروری ۱۹۰۱ء کو "اعجاز المسیح" کے نام سے فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کر دی۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کی غرض یہ بیان فرمائی کہ تا پیر مہر علیشاہ صاحب

کا جھوٹ ظاہر ہو کہ وہ قرآن مجید کا علم رکھتا ہے اور چشمۂ عرفان سے پینے والا اور صاحب خوارق و کرامات ہے (دیکھو ص۳۶-۳۹ جلد ہذا) مگر پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو اپنے گھر بیٹھ کر بھی بالمقابل تفسیر لکھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اپنی خاموشی سے اعتراف شکست کرتے ہوئے اپنے جاہل اور کاذب ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے باعلام الٰہی اپنی اس تفسیر کے متعلق لکھا کہ اگر ان کے علماء اور حکماء اور فقہاء اور ان کے باپ اور بیٹے متفق اور ایک دوسرے کے معاون ہو کر اتنی قلیل مدت میں اس تفسیر کی مثل لانا چاہیں تو وہ ہرگز نہیں لا سکیں گے (ص۵۷ جلد ہذا) اور فرمایا کہ

"مَیں نے اس کتاب کے لئے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے علماء کیلئے معجزہ بنائے اور کوئی ادیب اس کی نظیر لانے پر قادر نہ ہو۔ اور ان کو لکھنے کی توفیق نہ ملے۔ اور میری یہ دُعا قبول ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی اور کہا منعه مانع من السماء۔ کہ آسمان سے ہم اسے روک دینگے۔ اور مَیں سمجھا کہ اس میں اشارہ ہے کہ دشمن اسکی مثل لانے پر قادر نہیں ہونگے۔" (ص۶۸ جلد ہذا)

چنانچہ اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق نہ پیر گولڑوی کو اور نہ عرب و عجم کے کسی اور ادیب فاضل کو اس کی مثل لکھنے کی جرأت ہوئی۔ اسی طرح اس کتاب کے سرورق پر آپ نے بطور تحدی فرمایا کہ یہ ایک لاجواب کتاب ہے۔ ومن قام للجواب وتنمّر فسوف یریٰ انّه تندّم وتدمّر۔ جو شخص بھی غصہ میں آکر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہوگا وہ نادم ہوگا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا۔

چنانچہ ایک مولوی محمد حسن فیضی ساکن موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقع شاہی مسجد لاہور نے عوام میں شائع کیا کہ مَیں اس کا جواب لکھتا ہوں۔ ابھی اس نے جواب کے لئے اعجاز المسیح پر نوٹ ہی لکھے تھے اور ایک جگہ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین بھی لکھ دیا تو اس کے بعد ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ وہ جلد ہلاک ہو گیا۔

الغرض اس کتاب کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے کئی نشانات ظاہر ہوئے جن کی تفصیل "نزول المسیح" میں درج ہے۔

# ایک غلطی کا ازالہ

یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو بطور اشتہار ۵ رنومبر ۱۹۰۱ء کو شائع کیا گیا اس کی تالیف کا باعث یہ ہوا :- "کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے لفظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔"

(ص ۲۰۹ جلد ہذا)

یہ رسالہ اس لحاظ سے ایک اہم رسالہ ہے کہ اس رسالہ میں اصولی طور پر اس اختلاف کا حل پیش کیا گیا ہے جو بظاہر آپ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں میں اپنی نبوت کے متعلق نظر آتا ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تالیفات میں آپ نے بکثرت اپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور ۱۹۰۱ء سے بعد کی تالیفات میں بکثرت اپنے نبی ہونے کا اقرار کیا ہے۔

اور نبی کے معنے خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا ذکر کر کے اور اپنی ڈیڑھ سو پیشگوئیوں کا جو امور غیبیہ پر مشتمل تھیں اور پوری ہو چکی تھیں حوالہ دے کر اس رسالہ میں فرماتے ہیں :-

"میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے میرے یہ نام رکھے ہیں تو میں کیونکر ردّ کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ ........ اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔

اِس طور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔" (ص ۲۱۰-۲۱۱ جلد ہذا)

اس اختلاف کو جو آپ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں میں نظر آتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں خود تسلیم فرمایا ہے۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ "تریاق القلوب" کے ص ۱۵۷ میں لکھا ہے:-

"اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔"

(دیکھو روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۴۸۱ بحوالہ تریاق القلوب)

پھر ریویو جلد اوّل ۶ ص ۲۵۷ میں مذکور ہے:-

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔"

الغرض دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ حضرت اقدس اس سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں مَیں نے لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں لکھا کہ آنے والا مسیح مَیں ہی ہوں۔ اِس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسٰی رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا کہ حضرت عیسٰی آسمان پر سے نازل ہونگے۔ اس لئے مَیں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا۔ اور اس کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے بارہ میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے ........ اِسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مَیں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸-۱۵۰)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت کو جزئی فضیلت قرار دینا صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ اپنے آپ کو غیر نبی اور حضرت مسیح عیسیٰ کو نبی سمجھتے تھے۔ لیکن جب آپ پر یہ انکشاف ہو گیا کہ آپ بھی نبی ہیں تو آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام پر تمام شان میں افضل ہونے کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح دافع البلاء میں بھی اپنے آپ کو ان سے بہتر قرار دیا سو آپ کا ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے نبی ہونے سے انکار مسلمانوں میں نبی کی اس عام رائج تعریف کے ماتحت تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت لائے یا پہلی شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے۔ اور یہ کہ وہ نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا سے تعلق رکھتے ہیں۔ (دیکھو الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء) اس لئے ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ لفظ نبی کو جو الہامات میں آپ کے لئے استعمال ہوا تھا ظاہر پر محمول فرماتے تھے۔ بلکہ تاویل کر کے اسے بمعنی محدث لیتے یا جزئی نبوت کے نام سے تعبیر فرماتے تھے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر یہ منکشف ہو گیا کہ نبی ہونے کے لئے نئی شریعت کا لانا ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو تو آپ نے اپنے لئے نبی کا استعمال شروع فرما دیا۔ اور اس رسالہ میں تحریر فرمایا:۔

"اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبر دینے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہیں۔"

اور حقیقۃ الوحی کے حوالہ میں "اوائل" سے مراد "تریاق القلوب" تک کا زمانہ ہے۔ گویا اواخر ۱۸۹۹ء سے لے کر ۱۹۰۱ء تک کے درمیانی عرصہ میں کسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حقیقت آپ پر منکشف ہوئی جس کا اعلان سب سے پہلے آپ نے اس رسالہ میں کیا۔ اور جیسے حقیقۃ الوحی میں فرمایا کہ صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح اس رسالہ میں فرمایا:۔

"اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت سے بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ (نبی اور رسول کے) موجود ہیں۔"

اس رسالہ کی اشاعت کے بعد آپ نے اپنی متعدد کتب میں نبوت کی وہی تعریف بیان فرمائی جس کا اعلان اس رسالہ میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸ میں آپ فرماتے ہیں:۔۔۔

"اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اسکی کثرت کا نام بحکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح ۔ اور مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

پس آپ کے دعویٰ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی آپ کا کوئی الہام یا آپ کی کوئی تحریر منسوخ ہوئی۔ بلکہ نبوت کی مسلمانوں میں رائج تعریف کے پیش نظر ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کے لفظ کو ظاہر سے پھیر کر بمعنی محدث لیتے تھے لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو نبوت کی حقیقت کا انکشاف کیا اسی پہلی چیز کا نام بحکم الٰہی نبوت رکھا اور اس نئی تعریف کے ماتحت اپنے آپ کو نبی قرار دیا۔

## دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء

یہ رسالہ آپ نے اپریل ۱۹۰۲ء میں شائع فرمایا۔ جب کہ پنجاب میں طاعون کا بہت زور تھا اس رسالہ میں طاعون سے متعلق آپ نے ان الہامات کا ذکر فرمایا ہے جن میں طاعون کی وباء کے پھیلنے کے متعلق پیشگوئی تھی۔ اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح کا نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دُکھ دیا گیا۔ اس کے قتل کرنے کے منصوبے کئے گئے۔ اس کا نام کافر اور دجّال رکھا گیا۔ اور پہلی کتابوں میں پیشگوئی پائی جاتی تھی کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت سخت طاعون پڑے گی۔ اور فرمایا کہ اس کا یقینی علاج تو یہی ہے کہ اس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کیا جائے اور اپنی زندگیوں میں ایک روحانی تبدیلی پیدا کی جائے۔ نیز وحیٔ الٰہی

کی بناء پر آپ نے یہ اعلان فرمایا :۔

" کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا ۔ " (ص۲۳۰ جلد ہذا)

اور فرمایا :۔

" میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے خواہ امرتسر میں خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہیگا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہیگا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائیگا۔ کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی ۔ "

(ص۲۳۸ جلد ہذا)

لیکن کسی مخالف کو ایسا اعلان کرنے کی جرأت نہ ہوئی ۔ اور طاعون کی وبا پہلی کتب کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ثابت ہوئی ۔

## الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علماء ہند کے تعصب اور انکارِ حق پر اصرار کو دیکھکر شام اور مصر وغیرہ کے علماء کی طرف توجہ فرمائی ۔ شاید ان میں سے کوئی تائیدِ حق کے لئے کھڑا ہو جائے شام کے متعلق معلوم ہوا کہ وہاں دینی مناظرات کی اجازت نہیں۔ اس لئے آپ نے جہاں مصر کے بعض علماء اور مدیران جرائد و مجلات کو اعجاز المسیح کے چند نسخے ارسال کئے وہاں ایک نسخہ تقریظ کے لئے الشیخ محمد رشید رضا مدیر المنار کو بھی بھجوایا ۔ مناظر اور الھلال کے مدیران نے تو اس کی فصاحت و بلاغت کی بہت تعریف کی مگر الشیخ محمد رشید رضا نے نحویوں اور ادیبوں کے استشہاد پیش کئے بغیر لکھدیا کہ کتاب سہو وخطا سے بھرپور ہے اور اس کے سجع میں بناوٹ سے کام لیا گیا ہے ۔ اور لطیف کلام نہیں ۔ اور عرب کے محاورات کے خلاف ہے (ص۲۵۲-۲۵۴ جلد ہذا) اور ستر دن کی مدت جو آپ نے اس کی مثل لانے کے لئے مقرر کی تھی اس کا ذکر کرکے

اُس نے یہ لاف زنی کی :-

" ان کثیرا من اھل العلم یستطیعون ان یکتبوا خیرا منہ فی سبعۃ ایام " (المنار جلد ۴ صفحہ ۴۶۶)

یعنی بہت سے اہل علم اس سے بہتر سات دن میں لکھ سکتے ہیں۔

جب اس کا یہ ریویو ہندوستان میں شائع ہوا تو علمائے ہند نے اس کی آڑ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف از سرِ نو مخالفت کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ تب آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل اور اتمام حجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہی تو آپ کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ آپ اس مقصد کے لئے ایک کتاب تالیف فرمائیں اور پھر مدیر المنار اور ہر اس شخص سے جو ان شہروں سے مخالفت کے لئے اٹھے اس کی مثل طلب کریں۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت تضرع اور خشوع و خضوع سے دعا کی۔ یہاں تک کہ قبولیت دعا کے آثار ظاہر ہوئے۔

" و وفقت لتالیف ذالک الکتاب فسأرسلہ الیہ بعد الطبع وتکمیل الابواب ۔ فان اتی بالجواب الحسن واحسن الرد علیہ فاحرق کتبی واقبل قدمیہ واعلق بذیلہ واکیل الناس بکیلہ ۔ وھا انا اقسم برب البریۃ ۔ اؤکد العھد لھذہ الالیۃ ۔ (صفحہ ۲۶۳-۲۶۴ جلد ہذا)

اور مجھے اس کتاب کی تالیف کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق بخشی گئی۔ سو مَیں تکمیل ابواب اور اس کی طبع کے بعد اسے اس کی طرف بھیجوں گا۔ اگر مدیر المنار نے اس کا اچھا جواب اور عمدہ رد لکھا تو مَیں اپنی کتابیں جلا دوں گا اور اس کی قدم بوسی کروں گا اور اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤں گا اور پھر دوسرے لوگوں کو اس کے پیمانہ سے ناپونگا۔ سو مَیں پروردگارِ جہان کی قسم کھاتا ہوں اور اس قسم کے عہد کو پختہ کرتا ہوں۔

مگر ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی فرما دی :-

" امرلہ فی البراعۃ ید طولیٰ سیھزم فلا یُریٰ ۔ نبأ من اللّٰہ الذی یعلم السرّ و اخفیٰ ۔" (صفحہ ۲۵۴ جلد ہذا)

یعنی کیا مدیر المنار کو فصاحت اور بلاغت میں بڑا کمال حاصل ہے وہ یقیناً شکست کھائیگا اور میدانِ مقابلہ میں نہ آئیگا - یہ پیشگوئی اس خدا کی طرف سے ہے جو نہاں در نہاں باتوں کا علم رکھتا ہے -

مدیر المنار کے علاوہ دوسرے ادباء و علماء سے متعلق بھی فرمایا:-

" ام یزعمون انھم من اھل اللسان سیھزمون ویولّون الدبر عن المیدان - " (ص۲۶۸ جلد ہذا)

کیا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اہل زبان ہیں؟ عنقریب شکست کھائیں گے اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے -

جب کتاب شائع ہوئی اور اس کا ایک نسخہ شیخ رشید رضا صاحب کو بھی ہدیۃً بھجوایا گیا تو انہوں نے الھدیٰ سے قبر مسیح سے متعلق مضمون کا بہت سا حصہ نقل کر کے جو مسیح کی کشمیر کی طرف ہجرت سے متعلق تھا اپنے رسالہ المنار میں نقل کر کے لکھا کہ ایسا ہونا عقلاً و نقلاً مستبعد نہیں ہے -

لیکن انہیں یہ توفیق نہ ملی کہ اس کے جواب میں ایسی فصیح و بلیغ کتاب لکھکر آپ کی پیشگوئی کو باطل ثابت کرتے - جب میں حیفا میں مقیم تھا اس وقت شیخ رشید رضا نے اپنے رسالہ المنار میں یہ ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے " سیھزم فلا یُریٰ " میں اس کی موت کی پیشگوئی کی تھی جو غلط نکلی - اس پر میں نے اُن کو تفصیلی جواب دیا تھا کہ اس میں کوئی موت کی پیشگوئی نہ تھی بلکہ یہ پیشگوئی تھی کہ ایڈیٹر المنار الھدیٰ جیسی فصیح و بلیغ کتاب لکھنے کی توفیق نہیں پائے گا - جیسا کہ اوپر تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے - اور باوجودیکہ ایڈیٹر المنار الھدیٰ کی اشاعت کے بعد تیس سال سے زائد عرصہ تک زندہ رہا - لیکن اسے یہ توفیق نہ ملی کہ اس کتاب کے جواب میں بالمقابل کوئی کتاب لکھتا - اور اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کمال آب و تاب سے پوری ہوئی -

اِس کتاب کی تالیف ربیع الاول ۱۳۲۰ھ ہجری میں مکمل ہوئی اور ۱۲؍جون ۱۹۰۲ء کو چھپ کر شائع ہوئی -

---

# نزول المسیح

رسالہ دافع البلاء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کو اپنی صداقت کی علامت قرار دیتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ قادیان طاعون جارف سے محفوظ رہیگی - اور مختلف اہل مذاہب کو چیلنج کیا تھا کہ وہ بھی چاہیں تو کسی شہر کے طاعون سے محفوظ رہنے کے متعلق پیشگوئی کر سکتے ہیں - مگر جس شہر کے متعلق بھی ایسی پیشگوئی کی جائیگی وہ طاعون کا ضرور شکار ہوگا۔

دافع البلاء کی اشاعت پر ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے قادیان کی حفاظت سے متعلق پیشگوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے جھوٹی اور خلاف واقعہ رپورٹیں شائع کیں اور قادیان کی حفاظت سے متعلق پیشگوئی کو اعتراضات کا نشانہ بنایا - تب حضرت اقدس علیہ السلام نے اُن کی ان مفتریات کا جواب اس کتاب میں دیا -

اسی طرح آپ نے دافع البلاء میں لکھا تھا کہ مسیح موعود امام حسینؓ سے افضل ہے اس پر علی حائری لاہوری شیعہ مجتہد نے ایک رسالہ لکھا جس میں امام حسینؓ کو تمام انبیاء سے افضل قرار دیا اور لکھا کہ

> "امام حسین کی وہ شان ہے کہ تمام نبی اپنی مصیبتوں کے وقت میں اسی امام کو اپنا شفیع ٹھیراتے تھے - اور اس کی طفیل ان کی مصیبتیں دُور ہوتی تھیں - ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مصیبت کے وقت میں امام حسینؓ کے ہی دست نگر تھے اور آپ کی مصیبتیں بھی امام حسین کی شفاعت سے ہی دُور ہوتی تھیں"

ان کے اس غیر معقول اور بے دلیل دعوٰی کی حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کتاب میں نہایت احسن طور پر تردید فرمائی -

اسی اثناء میں پیر مہر علیشاہ کی طرف سے ایک کتاب سیف چشتیائی شائع ہوئی جس میں اُس نے "اعجاز المسیح" کے بالمقابل تفسیر لکھنے کی بجائے اعجاز المسیح پر بیہودہ نکتہ چینیاں کی تھیں اور اعجاز المسیح کے چند فقروں کے متعلق لکھا تھا کہ وہ بعض امثلہ عرب اور مقامات حریری وغیرہ سے سرقہ کئے گئے ہیں - نیز لکھا تھا کہ چونکہ آپ کی وحی وحی نبوت نہیں۔

کیوں نہ اسے ازقبیل اضغاثِ احلام سمجھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی ان بیہودہ نکتہ چینیوں کا اس کتاب میں مفصّل و مدلّل اور مسکت جواب دیا ہے۔ اور اپنی وحی کو یقینی اور قطعی رحمانی وحی ثابت کیا ہے۔ اور الہام رحمانی کی گیارہ فیصلہ کن نشانیاں تحریر فرمائی ہیں (دیکھو صفحہ ۴۹۲-۴۹۳ جلد ہذا) پھر اپنے یقینی الہامات میں سے جو خوارق اور غیب کی خبروں پر مشتمل تھے ان میں سے بطور نمونہ ایک سو تیئیس پیشگوئیوں کا جو پوری ہوئیں ذکر فرمایا ہے۔

پیر مہر علیشاہ صاحب نے جو آپ پر سرقہ کا الزام لگایا تھا اس کا علمی اور تحقیقی جواب دیتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محل اور موقعہ کے مناسب اقتباس بھی فنِ بلاغت میں سے شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح توارد بھی مسلّمہ ادباء و شعراء ہے اور اسے سرقہ نہیں کہا جاتا ورنہ سرقہ کے الزام سے کوئی نہیں بچا۔ نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں۔ لیکن اس جگہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرّف سے یہ انکشاف فرما دیا کہ پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی جس نے سرقہ کا الزام لگایا تھا وہ خود سارق ثابت ہوا۔ پیر مہر علیشاہ صاحب نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں جو اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر نکتہ چینیاں اور اعتراضات کئے تھے وہ درحقیقت مولوی محمد حسن فیضی کے نوٹوں کی ہوبہو نقل تھے جو اس نے بطور یادداشت کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر لکھے تھے۔ جو پیر صاحب نے اپنی علمیت جتانے کے لئے ان کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اپنی طرف منسوب کرکے شائع کر دیئے۔ اور اس کی اطلاع میاں شہاب الدین اور مولوی کرم دین سکنہ بھیں نے خطوط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی فضل الدین صاحب بھیروی کو دی۔ اور آخر کار وہ اصل کتابیں جن پر محمد حسن فیضی نے نوٹ لکھے تھے خرید کرلی گئیں۔ اور اس طرح پیر مہر علیشاہ صاحب خود سارق ثابت ہوئے اور اس رنگ میں آپ کے الہام انّی مھین من اراد اھانتک میں مندرجہ پیشگوئی نہایت شان سے پوری ہوئی۔

حضرت اقدسؑ نے میاں شہاب الدین اور مولوی کرم دین کی وہ خط و کتابت جس میں انہوں نے پیر مہر علیشاہ صاحب کے سرقہ کا ذکر کیا تھا اس کتاب (نزول المسیح) میں شائع کردی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۴۵۵-۴۵۸ جلد ہذا) یہ کتاب جولائی اور اگست ۱۹۰۲ء میں زیر تصنیف تھی۔

ملاحظہ ہو صفحہ ۴۹۵ جس میں ۱۰ر اگست ۱۹۰۲ء اور صفحہ ۵۱۰ جس میں ۲۰ر اگست ۱۹۰۲ء کی تاریخ تحریر فرمائی ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ کتاب چھپ بھی رہی تھی۔ اسی اثناء میں وہی خطوط جو حضرت اقدسؑ نے اس میں شائع کئے تھے حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ نے اپنے اخبار الحکم مؤرخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۰۲ء میں شائع کر دیئے جس پر مولوی کرم دین بگڑ گیا۔ کیونکہ اس نے اپنے ایک خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ شائع نہ کیا جائے کیونکہ وہ درحقیقت پیر مہر علیشاہ کے مریدوں سے بہت خائف تھا۔

الحکم میں اس کے خطوط شائع ہونے پر سراج الاخبار جہلم مؤرخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک خط اور ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک قصیدہ مولوی کرم دین صاحب کے نام سے شائع ہوا جس میں اس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں۔ اس کے لکھے ہوئے نہیں اور لکھا کہ مرزا غلام احمد کی طبیعت کی آزمائش کے لئے میں نے انہیں دھوکا دیا تھا وغیرہ۔

اس پر حکیم فضل الدین صاحب مالک و مہتمم ضیاء الاسلام پریس قادیان نے (جن کے نام مولوی کرم دین نے ابتدائی خطوط لکھے تھے) ۱۴ر نومبر ۱۹۰۲ء کو گورداسپور کی عدالت میں ان کے خلاف زیر دفعہ ۴۲۰ استغاثہ دائر کر دیا۔ دوران مقدمہ ۲۲ر جون ۱۹۰۳ء کو مولوی کرم دین نے زیر طبع کتاب نزول المسیح کے اوراق پیش کئے اور مستغیث سے تصدیق کروانا چاہی جس پر حکیم فضل الدین صاحب نے ۲۹ر جون ۱۹۰۳ء کو زیر دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند دوسرا استغاثہ دائر کر دیا اور بیان دیا کہ یہ کتاب بحیثیت مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان میری ملکیت تھی اور چونکہ ابھی تک باضابطہ شائع نہیں ہوئی اس لئے یہ مال مسروقہ ہے اور ملزم کرم دین مال مسروقہ کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا مجرم ہے۔ چونکہ سراج الاخبار کے مضامین میں مولوی کرم دین نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے خلاف بھی ہرزہ سرائی کی تھی۔ اس لئے شیخ صاحب موصوف نے بھی مولوی کرم دین صاحب اور مولوی فقیر محمد صاحب ایڈیٹر و مالک سراج الاخبار کے خلاف زیر دفعات ۵۰۰-۵۰۱ و ۵۰۲ ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کر دیا۔

ان حالات میں جبکہ مولوی کرم دین صاحب اپنے خطوط کے منکر ہو چکے تھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کی اشاعت اسوقت تک مناسب نہ خیال کی جب تک کہ

عدالت سے یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ یہ خطوط مولوی کرم دین صاحب کے اپنے لکھے ہوئے ہیں یا نہیں۔
اور اس اثناء میں آپ بعض اور دوسری اہم تصانیف کی طرف متوجہ ہو گئے اور یہ کتاب چھپی ہوئی پڑی رہی۔ جو ٹائیٹل پیج طبع کرا کر ۲۵ر اگست ۱۹۰۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت مہد میں پہلی بار شائع ہوئی (دیکھو صفحہ ۶۱۹-۶۲۰ جلد ہذا)

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ ان روحانی خزائن سے ہمیں اور ہماری اولادوں کو اور اقوام عالم کو کماحقہٗ مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اللّٰھم آمین۔

اب ہم ذیل میں اس جلد کا انڈکس بصورت خلاصہ مضامین درج کرتے ہیں۔

خاکسار
جلال الدّین شمس
ربوہ

۲۵ر رمضان المبارک ۱۳۸۵ سنہ ہجری قمری
۱۸ر صلح ۱۳۴۵ سنہ ہجری شمسی
۱۸ر جنوری ۱۹۶۶ سنہ ع

انڈیکس مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# انڈکس روحانی خزائن جلد ۱۸

بصورت خلاصہ مضامین

(مرتبہ مولانا جلال الدین صاحب شمس)

کوئی فرستادہ نازل ہو تو وہ گاؤں یا شہر نہ تو طاعون سے تباہ اور ہلاک ہوتا ہے اور نہ کسی اور وبا سے۔ نہ کسی آتش فشاں پہاڑ سے صـ ۳۹۵

(و) خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سے عادت ہے کہ وہ اپنی وحی کی عبارتوں اور مضمونوں کو دوسرے مقام سے بھی لے لیتا ہے۔ صـ ۴۳۸

(ز) خدا تعالیٰ کے لئے یہ عار کی جگہ نہیں کہ بعض کتابوں کی بعض عبارتیں یا بعض فقرات اپنے نبیوں کے دلوں پر نازل کرے بلکہ ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ صـ ۴۳۹

۸ - خدا تعالیٰ جو تمام ہستیوں کا علۃ العلل ہے جیسا اس کا دیدار اعلیٰ درجہ کی لذت کا سرچشمہ ہے ایسا ہی اُس کی گفتار بھی لذات کا سرچشمہ ہے صـ ۴۶۲

۹ - (الف) خدا تعالیٰ اپنی قدرتوں میں کمزور نہیں۔ وہ یقین دلانے کیلئے ایسے خارق عادت طریقے اختیار کرتا ہے کہ جیسے انسان آفتاب کو پہچان لیتا ہے ویسے ہی اس کے کلام کو پہچان لیتا ہے صـ ۴۶۳

(ب) خدا کا کلام جس قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدا کی طاقت اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے خود یقین دلا دیتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ اور اس کے اوصاف۔ صـ ۴۶۴

۱۰ - خدا کا قائل وہی ہے جس کی یقین کی آنکھیں کھل گئی ہیں صـ ۴۷۰

۱۱ - (الف) خدا خدا کے ذریعہ سے ہی پہچانا جاتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے۔ صـ ۴۷۲

(ب) کوئی معرفت خدا کے کلام کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی صـ ۴۷۵

(ج) خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے اور کوئی سبیل نہیں۔ صـ ۴۷۵

۱۲ - اللہ تعالیٰ کے کام - خدا تعالیٰ دنیا میں تین قسم کے کام کیا کرتا ہے - ایک خدائی حیثیت سے - دوسرے دوست کی حیثیت سے - تیسرے دشمن کی حیثیت سے - اور ان کی تفصیل صـ ۵۱۷ - ۵۱۸

## آدمؑ اور مسیح موعودؑ میں مشابہت

دیکھو "مسیح موعود اور آدم میں مشابہت"

## آریہ سماج کے عقائد پر سوالات

دیانند ہمارے ان تین سوالوں کے جواب دینے سے پہلے ہی گذر گیا

پہلا سوال :- ارواح کو اپنی شامتِ اعمال سے جون بدلنا جبکہ اعمال غیر محدود نہ تھے انکی اب تک کیوں نجات نہیں ہوئی؟ یا تو پرمیشر نجات دینا نہیں چاہتا یا کوئی قاعدہ نجات کا وید میں مقرر نہیں؟ اسی طرح گناہ سے نجات کیلئے وید نے کوئی ذریعہ پرمیشر پر یقین لانے کا پیش نہیں کیا -

دوسرا سوال - آریہ کی عورت ایک ہی وقت میں

کے مقابلہ پر امروہہ کی نسبت یہ شائع کردیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیگا۔ ایک دو سال میں اس ذریعے سے صدق وکذب ظاہر ہو جائیگا۔ ص ۲۳۵-۲۳۶

## اخبار نویس

ا۔ بعض اخبار نویسوں کو کسی قدر فصاحت دی گئی جو نہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے بلکہ دنیا کا مال حاصل کرنے کیلئے خرچ ہوتی ہے۔ ص ۲۶۷

ب۔ وہ اخباروں کو انعامات حاصل کرنے اور روپیہ کمانے کیلئے شائع کرتے ہیں وغیرہ حالات کا ذکر انہیں روحانی اور ربانی بندوں سے کیا نسبت۔ ص ۲۷۱

## اسلام

۱۔ اسلام ایک بیمار کی طرح آخری دموں پر تھا وغیرہ پس اللہ تعالےٰ نے اپنے بندہ کو اتمام حجت کیلئے کلام کا اعجاز دیکر بھیجا۔ ص ۶۳

۲۔ ضعف وغربت اسلام کا ذکر اور بعثت مسیح موعود ص ۱۵۲، ص ۱۵۶، ۱۵۷ نیز دیکھو ص ۳۰۰، ص ۳۰۶-۳۰۷

۳۔ اسلام کو اس زمانہ میں آراء صائبہ اور افکار مستنبطہ اور روشن طبائع اور صاف دلوں اور مقبول دعاؤں اور اللہ تعالےٰ کے متواتر فیض کی ضرورت ہے وغیرہ۔ ص ۳۲۶

۴۔ اسلام کو ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے کہ اُسے غیب سے وہ کچھ دیا گیا ہو جو اور کسی کو نہیں ملا۔ اور وہ موفق ومنصور اور وارث انبیاء ہو۔ وغیرہ اوصاف ص ۳۲۷ نیز دیکھو "مصلح الزمان"

۵۔ جس اسلام کو آج ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں وہ صرف پوست ہے نہ مغز۔ محض افسانہ ہے نہ حقیقت۔ ص ۴۷۰

۶۔ جس اسلام پر تم فخر کرتے ہو وہ رسم اسلام ہے نہ حقیقت اسلام۔ حقیقی اسلام سے شکل بدل جاتی ہے۔ دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور سفلی زندگی مر جاتی ہے اور ایک اور زندگی پیدا ہوتی ہے۔ ص ۴۷۲

## اعجاز المسیح

۱۔ یہ ایک لاجواب کتاب ہے۔ جو اس کے جواب کیلئے کھڑا ہوگا اُسے پشیمان ہونا پڑے گا۔ اور یہ کتاب سورۃ فاتحہ کے معارف مخفیہ اور حقائق روحانیہ پر مشتمل ہے۔ ٹائٹل پیج ص ۱

۲۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو ستر دن کے اندر باوجود کئی قسم کے عوارض کے بفضل الٰہی یہ رسالہ پورا ہو گیا۔ بعض وقت حملہ مرض سے طبیعت قلم اٹھا سکنے کے قابل نہیں تھی۔ یہ اس لئے کہ تا جماعت بھی جان لے کہ یہ میرے دل ودماغ کا کام نہیں بلکہ قادر وتوانا کی مدد سے ہے۔ ص ۲

۳۔ یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ کیونکہ ستر دن کی میعاد ٹھہرا کر مدعا مولوی بالمقابل بلائے گئے تھے۔

اگر مہر علیشاہ صاحب لاہور تفسیر لکھنے کیلئے گئے تھے تو اب ستر دن میں وہ اگر کچھ نہیں لکھ سکے تو سات گھنٹے میں وہ کیا لکھ سکتے تھے۔ یہی تو معجزہ ہے۔ ص۲ و ص۵۶

۴ - اس کی مثل لانے کے لئے علماء و حکماء و فقہاء وغیرہ کو دعوت۔ اور یہ کہ وہ سب مل کر بھی اتنی قلیل مدت میں اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہونگے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس بارے میں میری دعا قبول فرمائی ہے اور یہ تفسیر میں نے محض خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے لکھی ہے اور اس تفسیر کے متعلق تعریفی کلمات ص۵۶ - ۵۸

۵ - مَیں نے اس میں گوناگوں معارف قرآن جمع کر دیئے ہیں۔ من عرفه عرف القرآن وغیرہ ص۵۸

۶ - سورۃ فاتحہ کی جامعیت کا بیان۔ ص۵۸

۷ - اپنی لاعلمی اور شہر ادب میں مثل مسافر ہونے کا ذکر۔ جو کچھ مَیں نے لکھا ہے وہ تائید ایزدی اور عالم الغیب خدا کی طرف سے ہے۔ ص۶۱ - ۶۲

۸ - پورا نام اعجاز المسیح فی نمق التفسیر الفصیح اور اس سے متعلق مبشر خواب بجواب دعا کہ اسے علماء کے لئے معجزہ بنائے۔ اور ادباء میں سے کوئی اس کے مثل لانے پر قادر نہ ہو اور بشارت کہ منعه مانع من السماء جس میں اشارہ ہے کہ دشمن اس کی مثل لانے پر قادر نہ ہونگے ص۶۸ - ۶۹

۹ - (الف) اس کے لئے دعا کہ اللہ تعالیٰ اسے مبارک کتاب بنائے اور لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف مائل کرے۔ ص۶۹

(ب) اللہ تعالیٰ اس کتاب کو متلاشیان حق کیلئے مبارک اور نافع اور ہادی بنائے۔ ص۲۰۴

## اقتباس

طریق اقتباس بھی ادبیہ طاقت میں شمار کیا گیا ہے اور ایک جزو بلاغت کی سمجھی گئی ہے۔ ص۴۳۷

نیز دیکھو "توارد"

## الٰہی بخش (اکونٹنٹ)

الٰہی بخش اکونٹنٹ کا بیس روپے بھیجنا اور ایک روپیہ دزیر سنگھ کا دینا۔ اور اس سے ایک پیشگوئی کا پورا ہونا۔ ص۵۱۲ و ص۵۱۵

## الہامات

- ھو الذی ارسل رسوله بالھدٰی۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ دنیا میں ایک نذیر آیا جس کی دوسری قرأت ہے۔ دنیا میں ایک نبی آیا۔ ص۲۰۶ - ۲۰۷

- سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن یعنی دو صلحیں مقدر ہیں کہ میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی جو عناد اور بغض کو دُور کریگی۔ دوسری بیرونی جو عداوت کے وجود کو پامال کرکے اور

مخاطب کر کے لکھی گئی ۔ اور اس سے مطالبہ کیا گیا تھا
کہ وہ اس کی مثل فصیح و بلیغ زبان میں کتاب لکھے
لیکن آپ نے بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ وہ ایسا نہیں
کر سکیگا ۔ صفحہ ۲۶۳-۲۶۴ و صفحہ ۲۶۸ نیز دیکھو زیر "پیش لفظ"

## انجمن حمایت اسلام

مؤلف امہات المومنین کے خلاف گورنمنٹ کو میموریل
بھیجنے کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل میں
شکست ۔ صفحہ ۲۳۴

## انجیل

انجیل ایک مردہ اور ناتمام کلام ہے صفحہ ۲۴

## انسان

ا ۔ کلام انسان کو اس کے پوشیدہ حسن کا مظہر بنایا ص ۳
ب ۔ انسان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اخلاق الٰہیہ
اور صفات ربوبیہ سے متصف نہ ہو ۔ صفحہ ۱۱۶
ج ۔ انسان کامل یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
رحمان اور رحیم صفتوں کا مظہر ہونا ضروری ہے اسی لئے
آپ کا نام محمد و احمد رکھا گیا ۔ صفحہ ۱۱۷

## انعام

سب سے بڑھ کر یقینی مخاطبات اور مکالمات کا انعام
ہے جس سے انسان ایک طور سے خدا کو دیکھ لیتا ہے ۔
صفحہ ۴۸۸

## انگریزی گورنمنٹ

انگریزی گورنمنٹ نے پادریوں کو دوسرے مذاہب والوں کے
زیادہ آزادی نہیں دی بلکہ مذہبی آزادی کا قانون سب
کے لئے برابر ہے اس لئے محسن گورنمنٹ کا شکریہ ادا
کرنا چاہیئے ۔ ان کا ایک احسان یہ ہے کہ تم امن و
امان سے زندگی بسر کر رہے ہو ۔ پہلی حکومت کے مقابلہ
صفحہ ۳۱۸ ، صفحہ ۳۳۶-۳۳۷

## اولیاء اللہ
دیکھو زیر "ولی"

## اہل اللہ
دیکھو زیر "ولی"

## ایک غلطی کا ازالہ

یہ رسالہ آپ نے ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو تصنیف فرمایا ۔
وجہ تالیف ۔ ایک مخالف نے ایک احمدی پر یہ اعتراض
کیا کہ جس کی آپ نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے
کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا جواب محض انکار کے الفاظ
سے دیا گیا ۔ جو صحیح نہیں اور اس کا اصل جواب ۔
صفحہ ۲۰۶ نیز دیکھو "الہامات"

## ایلیا

یہود کا یہ عقیدہ تھا کہ الیاس آسمان سے نازل ہوگا
جب مسیح سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ
الیاس تم میں موجود ہے جو یوحنا نبی ہے یعنی یحیی ۔
صفحہ ۴۱۳

# ب

## باوا نانک کا چولہ

محمد حسن فیضی کے نوٹ اعجاز المسیح پر جن میں اُس نے
مباہلہ کی دعا کی ہے اور وہ اصل کتاب ہمارے پاس ہے

چولہ باوانانک کی طرح زمانہ دراز تک یادگار رہے گی۔
حاشیہ صـ ۳۶۰

## بروز

۱۔ مسیح موعود بروزی طور پر مع تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کے آنحضرت صلعم ہیں۔ اور مہدی موعود کے آپ کے خلق اور خلق میں ہمرنگ ہونے اور اس کا نام آپ کے نام کے مطابق ہونے اور اہل بیت اور آپ میں سے ہونے کا یہی مطلب ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے آپ کی رُوح کا روپ یعنی اس کا بروز ہوگا جیسے یشوعا حضرت موسیٰؑ کا بروز تھا۔
صـ ۲۱۲-۲۱۴ و حاشیہ صـ ۳۸۱

۲۔ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ نہیں بلکہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہے۔ صـ ۲۱۳

۳۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر وآخرین منھم میں ایسے موعود کے رفیق آنحضرت صلعم کے صحابہ کیوں ٹھیرتے۔ صـ ۲۱۳

۴۔ چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے تصویر بروزی میں نبوت کا نمودار ہونا ضروری ہے۔ صـ ۲۱۴

۵۔ چونکہ وجود بروزی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر محمد کے نام کی نبوت محمد صلعم تک ہی محدود رہی کیونکہ باتفاق انبیاء علیہم السلام بروز میں دوئی نہیں ہوتی اور من تو شدم تو من شدی کا مصداق ہوتا ہے۔ صـ ۲۱۴

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکے باوجود ممکن ہے آپ بروزی رنگ میں ہزار دفعہ دنیا میں آجائیں۔ صـ ۲۱۵

۷۔ مہدی اور مسیح موعود کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پانے اور آپ کی قبر میں دفن ہونے سے مراد یہی ہے کہ وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے پر لیگا
حاشیہ صـ ۳۸۱

۸۔ رجعت بروزی۔ (الف) خدانے وضع دنیا دوری رکھی ہے۔ اور نیکوں اور بدوں میں سے بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں۔ چونکہ آخری زمانہ عام رجعت کا زمانہ ہے۔ اس لئے خدا نے تمام نبیوں کے نام مجھے عطا کرکے آخر میں مسیح کا نام دیا۔ اور میرے مخالفوں کا نام عیسائی یہودی اور مشرک رکھا۔ اور آیات قرآنیہ سے استدلال۔ حاشیہ صـ ۳۸۲-۳۸۳

(ب) تمام نبیوں کے نزدیک زمانہ یاجوج ماجوج زمانہ رجعت کہلاتا ہے۔ یعنی رجعت بروزی نہ رجعت حقیقی شیعوں نے غلطی سے رجعت حقیقی کا زمانہ سمجھ لیا۔ حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیحؑ کا دنیا میں آنا ظاہر ہوتا ہے مگر دونوں بروزی طور پر آئیں گے۔ جب مسیح موعودؑ کے مقابل پر یہودی بھی بروزی ہونگے۔ اور وہ ہو نہیں سکتے جب تک کہ

## پیشگوئیاں

ایک سوتیس پیشگوئیوں کا ذکر مع گواہوں کے۔

## ت

## تفسیر سورۃ فاتحہ

۳ - یہ تفسیر مخالفوں پر ایک تیر کی طرح ہے اور تفسیری مقابلہ کے لئے ستر دن میں لکھنے کی شرط۔ اور یہ کہ چار اجزاء سے کم نہ ہو۔ ص ۶۷

۴ - اس کا نام اعجاز المسیح فی نمق التفسیر الفصیح رکھا ہے اور اس تفسیر کے متعلق دُعا کہ علماء کیلئے یہ معجزہ ہو اور ادباء میں سے کوئی اس کی مثل لانے پر قادر نہ ہو - دعا قبول ہو گئی اور مجھے بشارت ملی منعہ مانع من السماء جس میں اشارہ تھا کہ دشمن اس کی مثل لانے پر قادر نہ ہونگے۔ ص ۶۸-۶۹

۵ - الباب الاول اس سورۃ کے ناموں اور دیگر متعلقات کے بارے میں -

(ل) فاتحۃ الکتاب اس وجہ سے کہ قرآن مجید اور نماز اور دعاؤں کے موقعہ پر اس سے ابتدا کی جاتی ہے اور میرے نزدیک اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تعالیم قرآن کے لئے حَکَم اور اخبار و معارف کا جامع بنایا ہے اور معرفت مبدأ و معاد کے لئے جن چیزوں کے جاننے کی ضرورت ہے یہ انکی جامع ہے اور اس کی تفصیل - اور اسی فاتحہ کی نسبت ایک نبی نے خبر دی ہے کہ میں نے ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوتا دیکھا جس کے ہاتھ میں بصورت چھوٹی سی کتاب کے فاتحہ تھی اور سات گرجوں کا ذکر - اور یہ کشف مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق اور سات گرجیں سبع مثانی کی سات آیتیں ہیں ص ۷۱-۷۳

(ب) سورۃ الحمد کیونکہ حمد الٰہی سے شروع ہوتی ہے

(ج) اُم القرآن اس لئے کہ تمام مطالب قرآن کی جامع ہے یا اس وجہ سے کہ یہ جامع تعلیمات ضروریہ ہے جو سلوک تام کیلئے ضروری ہیں اور ان کی تفصیل - یا فطرت انسانی کی ضرورتوں کے پیش نظر یہ نام رکھا گیا ہے کیونکہ تکمیل نفس انسانی کیلئے ذات اللہ اور اس کی صفات و افعال کا علم ضروری ہے اور اسکی تفصیل ص ۷۵-۷۶

(د) السبع المثانی اس لئے کہ اس کے دو حصے ہیں۔ نصف حصہ خدا کی ثنا پر اور نصف حصہ خدا کی بندوں پر عطا اور انعام پر مشتمل ہے۔ بعض دیگر اقوال مثلاً یہ کہ سات آیات ہیں - سات آیات ہونے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے، ص ۷۷-۷۸

۶ - سورۃ فاتحہ احکام قرآن میں زیادت و نقصان سے بچانے والی نگہبان ہے - اور اس سورۃ کے فوائد و محاسن کا شمار انسانی طاقت سے باہر ہے - اور اس میں خدا کی تعریف ایسے رنگ میں بیان کی گئی ہے جس سے بڑھ کر بیان کرنا بشر کیلئے ناممکن ہے۔ ص ۷۹-۸۱

۷ - الباب الثانی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی تفسیر -

(ل) تعوّذ - خناس شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے کیلئے ہے - کیونکہ وہ انسان کا دشمن اور اس کی ہلاکت کا خواہاں اور اسے خدا کی طرف جانے سے روکتا ہے - اور ہر امر جو خدا کی طرف سے لوگوں کو ہدایت

کی طرف لے جانے کے لئے نازل ہوتا ہے تو وہ انہیں
انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ص ۸۱-۸۳

(ب) الرجیم کے لفظ میں اس کے قتل ہو جانے کی
بشارت دی گئی۔ کیونکہ اس کے ایک معنے قتل کے بھی ہیں۔
الشیطان دجال ہے جس کا قاتل مسیح ہے۔ اور قتل سے مراد
اس کی قوت توڑنا اور اس کے قیدیوں کو نجات
دلانا۔ اور حربہ سماویہ یعنی اللہ تعالیٰ کی فضل سے
قتل کیا جائیگا۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں
اسلام کے سوا تمام ملل ہلاک ہو جائیں گی۔ اور
اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ دجال کا وقت
اس قوم کے وقت سے تجاوز نہیں کرے گا جس کا
ذکر ساتویں آیت میں ہے۔ اور اس وقت شمسی
اور قمری لحاظ سے بھی سبع مثانی کی طرح دنیا
کی عمر ساتویں ہزار سال کو پہنچ چکی ہے۔ اور دجال کے
قتل سے شیطان رجیم کا ہی قتل ہے جو ابو السیات
ہے اور اس کا نام رجیم بطور پیشگوئی رکھا گیا ہے۔
ص ۸۳-۸۹

۸- الباب الثالث بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کی تفسیر ص ۸۹-۱۲۸

(ا) اسم کے معنے اپنے مشتقات کے لحاظ سے
اور عوام اور خواص اور اہل معرفت کے نزدیک
جو اس کے معنے ہیں۔ ص ۹۰-۹۲

(ب) اللہ ذات الٰہی مستجمع جمیع انواع الکمال
کا نام ہے اور الرحمٰن الرحیم دونوں اس اسم
جامع انواع جمال و جلال کی دو صفتیں ہیں۔ ص ۹۲

(ج) الرحمٰن۔ جس صفت کا فیض انسان وغیرہ تمام
جاندار چیزوں کے لئے ان کی حسب استعداد و
قابلیت جاری ہے جس میں ان کی کوشش اور
کسب اور عمل کو کوئی دخل نہیں بلکہ محض فضل الٰہی
کے طور پر صالحین اور ظالمین اور مومن اور کافر کے
لئے جاری ہے۔ ارسال رسل اور انبیاء اور کتب کا
نزول بھی رحمانیت کے نتیجہ میں ہے۔ اور تفصیل
ص ۹۲-۹۵ و ص ۱۰۳-۱۰۴ و ص ۱۱۷ و ص ۱۴۰-۱۴۱

(د) الرحیم۔ صفت رحمانیت کے فیوض کی نسبت سے
بحیثیت اخص فیض ہے اور نوع بشر کی تکمیل سے مخصوص
ہے۔ لیکن اس میں سعی و عمل صالح اور ترک جذبات
نفسانیہ شرط ہے۔ اور مومنوں کے ساتھ خاص ہے
ص ۹۵-۹۶ و ص ۱۰۵-۱۰۶ و ص ۱۱۷ و ص ۱۴۰-۱۴۱

(ھ) اس سوال کا جواب کہ بسملہ میں ان دو صفات کے
علاوہ کیوں دوسری صفات کا جو اسم اعظم کی ہیں ذکر
نہیں کیا۔ حالانکہ کثرت صفات زیادتی برکات کی
مستلزم تھی۔ اسلئے کہ یہ دونوں صفات سب
صفات عظیمہ کا خلاصہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی
عالم پر تجلّی کبھی محبوبیت کے رنگ میں اور کبھی
محبیت کے رنگ میں ہوتی ہے۔ کبھی رب محبوب
اور عبد محب اور کبھی اس کا عکس۔ اور فطرت انسانی

تقاضا کرتی ہے کہ اُس کا کوئی محبوب ہو جو اپنے جمال اور نعمتوں کی تجلّیات کے ذریعہ اپنی طرف کھینچے۔ اور اس کا محبّ ہو جو خوف اور پریشانی کے وقت اس کا مونس و غمخوار ہو۔ اور اس کے اعمال کو ضائع ہونے سے بچائے۔ پس یہ دونو صفتیں ربوبیت اور عبودیت کے درمیان علاقہ پیدا کرنے والی ہیں۔ رحمانیت خدا کی شان محبوبیت اور رحیمیت شان محبّیت ظاہر کرتی ہے۔

ص ۹۷-۱۰۰ مع حاشیہ و ص ۱۰۸

(و) اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کے لئے بھی یہی چاہا کہ وہ بھی محبوب اور محبّ بنے تاکہ عبودیت بھی ربوبیت کے اخلاق سے متصف ہو۔ اس کے لئے انبیاء اور مرسلین پیدا کئے جن میں سے بعض کو صفت رحمان اور بعض کو صفت رحیم کا مظہر بنایا۔ اور بعض کو صفت محبوبیت اور بعض کو صفت محبّیت سے زیادہ حصہ دیا۔ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں دونوں صفتوں کو جمع کر دیا۔ اور جیسے اپنا نام رحمٰن اور رحیم دکھا ویسے ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد اور احمد رکھا جس میں اشارہ ہے کہ ان دونوں صفات کا ظلّی طور پر آپ کے سوا کوئی اور جامع نہیں۔ محمد صفت رحمٰن کا مظہر ہو کر جلالی اور محبوبیت کے حلّہ میں اور احمد رحیمیت اور محبّیت اور جمالی حلّہ میں ظاہر ہوا اور اس کی تفصیل۔ ص ۱۰۰-۱۰۴

(ز) خلاصہ کلام یہ کہ رحمٰن محمد اور محمد رحمٰن ہے۔ صفت رحیمیت کے نتیجہ میں جب اس کے اعمال و افعال سے خدا تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے تو اس کی عرش سے حمد کرتا ہے اور وہ محبّیت کے بعد حمد کرتا ہے۔ اس وقت اللہ احمد اور عبد محمد بن جاتا ہے۔ پس کمال رحمانیت اللہ تعالیٰ کو محمد اور محبوب بنا دیتا ہے اور عبد کو احمد اور محبّ۔ اور کمال رحیمیت اللہ تعالیٰ کو احمد اور محبّ اور عبد کو محمد اور محبوب۔ ص ۱۰۵-۱۰۷

نیز دیکھو زیر "محمد اور مسیح موعود"

(ح) رحمانیت کے قہر اور جلال کے مقتضی ہونے کا ثبوت ص ۱۱۴

(ط) پس بسملہ میں رحمان۔ رحیم صفات کا اس لئے ذکر کیا تا وہ محمد اور احمد اور اُن کے آنے والے مظاہر یعنی صحابہ اور مسیح موعود پر دلالت کرے۔ ص ۱۱۵

(ی) خلاصہ تفسیر بسملہ۔ اللہ اسم جامد ہے اس کے معنے صرف علیم و خبیر خدا جانتا ہے۔ اور اس آیت میں اس کی حقیقت بیان کی اور اشارہ کیا کہ وہ ذات رحمانیت اور رحیمیت سے متصف ہے جو مظہر ستر الذات ہیں وہ اصل ہیں اور باقی صفات بطور شاخوں کے ہیں۔ ص ۱۱۵-۱۱۶

۹ - الباب الرابع - تفسیر الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین -

(ا) الحمد للہ - حمد کے معنے فعل جمیل مستحق ثنا پر کسی کی ثنا اور تعریف کرنا - اور اس کے حقیقی معنے اللہ تعالیٰ ہی سے مختص ہیں - یہ لفظ مصدر ہے معلوم اور مجہول اور فاعل اور مفعول ہر دونوں پر مبنی ہے گویا علیٰ وجہ الکمال اللہ تعالیٰ ہی محمد ہے اور احمد بھی - ص ۱۲۹ - ۱۳۰

(ب) رب العالمین - ہر چیز کا خالق ہے - ہدایت یافتہ اور گمراہوں دونوں کا - اور اس کی آسمانوں زمین میں حمد ہوتی ہے - ایک وقت زمین ظلم سے بھر جاتی ہے کفر و فسق و ضلال بڑھ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک اور عالم لاتا ہے اور لوگ خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور تاریکی دور ہو جاتی ہے - اور اس کیلئے خدا ایک امام مبعوث فرماتا ہے - جسے اپنی نصرت سے غلبہ بخشتا ہے - اور ان مقاصد عالیہ کا ذکر جو اس کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں اور ان میں سے اشرف العالمین انبیاء اور صالح بندے ہیں - اور ان کے عظیم الشان کاموں کا ذکر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان میں سے اعلم اور افضل ترین ہیں - ص ۱۳۱ - ۱۳۷

(ج) العالمین (۱) جب بندہ خدا میں فنا ہو کر اپنے ارادوں اور خواہشات سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اس کا ذرہ ذرہ خدا سے محبت کرتا اور اس کی حمد کرتا ہے تو وہ بھی ایک عالم ہوتا ہے - اسی لئے حضرت ابراہیمؑ کو قرآن مجید میں امت کہا گیا ہے - اسی طرح آنحضرت صلعم کا زمانہ اور آخرین مومنین کا زمانہ بھی ایک ایک عالم ہے اور دو احمدوں کی طرف اشارہ - (دیکھو زیر آیت ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ) ص ۱۳۸ - ۱۳۹

(۲) پھر عالم اللہ تعالیٰ کے سوا ہر موجود پر اطلاق پاتا ہے - عالم ارواح سے ہو یا عالم اجسام سے - زمینی ہو یا آسمانی - جیسے سورج - چاند وغیرہ سب عالم میں داخل ہیں کیونکہ فیض ربوبیت سب سے اعم اور اکمل ہے - ص ۱۳۹ - ۱۴۰

(د) مالک یوم الدین (۱) رحیمیت کے بعد مکافات اور جزاء و سزا کا فیض ہے - یعنی صالحین کو نیک اعمال کا نتیجہ پہنچانا - اور یہ رب العالمین کا آخری فیض ہے جس پر دائرہ معرفت کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے - اس آیت میں مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے - خلفاء موسیٰ کا سلسلہ جب مالک یوم الدین تک پہنچا تو مسیح ظاہر ہوا اسی طرح مسیح موعود کا زمانہ جو قیامت کے زمانہ سے مشابہ ہے یوم الدین ہے اور اس کی تفصیل اور دونوں سلسلوں سلسلہ محمدیہ و موسویہ میں ان کے آخری خلیفوں کے لحاظ سے مماثلت کا ذکر - ص ۱۴۱ - ۱۴۷

۱۰ - (ل) ان چاروں صفات میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ
ان کا ظہور آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ
اور پھر مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے
حق میں ہوگا - اور اس کی تفصیل اور وقوع
ص ۱۴۵-۱۴۷ و ص ۱۵۳ و ص ۱۵۸ و ص ۱۶۰

(ب) ان آیات میں مسیح موعود اور اس کے زمن البرکات
کی خبر دی گئی ہے - ص ۱۴۸

(ج) ان آیات میں خدا تعالیٰ کی جو صفات بیان
کی گئی ہیں انہی کی وجہ سے وہ اطاعت
اور عبادت کا مستحق ہوا ہے - اور اس سے
کلمہ شہادت کی جو مدار ایمان اور سعادت ہے،
وضاحت ہوتی ہے اور اس کی تفصیل -
ص ۱۴۹ - ۱۵۰

## ۱۱ - الباب الخامس - تفسیر ایاک نعبد و ایاک نستعین -

(ل) عبادت کی حقیقت - دیکھو زیر "عبادت"

(ب) افضل العبادات پنجگانہ نماز کو پہلے وقت
ادا کرنا - ص ۱۶۶ نیز دیکھو زیر "نماز"

(ج) الحمد کے بعد عبادت کی ترغیب دینے میں
اس طرف اشارہ ہے کہ عابد درحقیقت وہی
ہے جو خدا تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد
کرے اور اس دعا کا ماحصل یہ ہے کہ جو عبادت
کرے اسے اللہ تعالیٰ احمد بنائے - اسی لئے
ضروری ہوا - کہ اس امت کے آخر میں اول احمد
کے قدم پر ایک احمد ہو - اور وہ مسیح ہے جس کے
آخری زمانہ میں ظہور کا وعدہ فاتحہ اور قرآن میں ہے۔
ص ۱۶۷ - ۱۶۸

## ۱۲ - الباب السادس - تفسیر اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم -

(ل) انعمت علیہم میں مومنوں کے لئے بشارت ہے
کہ ان کے لئے وہی کچھ تیار ہے جو انبیاء سابقین
کو دیا گیا - اس سے لازم آیا کہ خلفائے محمدیہ کا سلسلہ
مثیل عیسیٰ پر ختم ہو - حاشیہ ص ۱۷۰

(ب) اھدنا الصراط المستقیم میں موصل الی اللہ راستہ
دکھانے کیلئے دعا ہے - ص ۱۷۱

(ج) صوفیہ کے نزدیک تحصیل ہدایت کیلئے طرق ہیں جو
کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں - مثلاً دلیل و حجت
سے معرفت - دوسرے گونا گوں ریاضت کے ذریعہ تصفیہ
باطن کرنا - تیسرے انقطاع الی اللہ اور دعا اور
عقد ہمت کے ساتھ - چونکہ طلب ہدایت اور تصفیہ
بغیر توسط ائمہ اور مہدیین کے نہیں ہو سکتا تھا
اس لئے اس آیت میں مرسلین اور انبیاء اور برگزیدوں
کے گروہ سے مرشد اور ہادی تلاش کرنے کے لئے
ترغیب دی - اور اس منعم علیہ گروہ کے اعلیٰ صفات
و علامات اور اخلاق عالیہ کا ذکر - ص ۱۷۱-۱۷۲

(د) اس آیت سے ظاہر ہے کہ یہ امت قدم انبیاء

پر ہے اور یہ مقدر ہے کہ بعض صلحاء اس امت کے قدم انبیاء پر مبعوث ہونگے۔ اور آیت استخلاف اور فاتحہ سے ظاہر ہے کہ خلفاء قیامت تک مسلمانوں میں ہونگے۔ آسمان سے کوئی نہیں آئے گا۔ پس مسیح موعود بھی مسلمانوں سے ظاہر ہوگا۔ منکم اور کما سے استدلال کہ مشابہت مغائرت کو چاہتی ہے۔ کیونکہ ایک شے اپنے آپ کی مشابہ نہیں ہوتی۔ ص ۱۷۹-۱۸۱ و ص ۱۸۳-۱۸۴ و ص ۱۸۶-۱۸۹

(ھ) اس آیت میں بروزی معنے کی رو سے نبوت کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ آیت گواہی دیتی ہے کہ یہ امت اس مصفیٰ غیب سے محروم نہیں جس کیلئے نبی ہونا ضروری ہے۔ ص ۲۰۹ و حاشیہ

(و) ان انعامات میں سے سب سے بڑھ کر یقینی مخاطبات و مکالمات الٰہیہ کا انعام ہے۔ ص ۴۸۸

۱۳- **الباب السابع** تفسیر غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

(ل) تین گروہوں کا ذکر۔ ایک قسم منعم علیہم کے رنگ میں گویا نبیوں کے مثیل بننے کیلئے ترغیب دی دوسرے دو یہودی اور نصاریٰ ہونے تھے۔ اس لئے ان کی تاریکی اور ضلالت کو دور کرنے کے لئے اس امت میں سے مسیح موعود کا آنا ضروری ہوا۔ چونکہ یہ سورۃ مبداء و معاد پر دلالت کرتی ہے اس لئے اس میں اس قوم کا بھی ذکر کیا جس

فساد کی انتہاء ہونی تھی جو ضالین یعنی عیسائی ہیں اور دجال معہود کا ذکر نہ کیا۔ قرآن کے ابتداء میں بھی ضالین کا اور آخر قرآن میں بھی آیت لم یلد ولم یولد اور آیت من شر الوسواس الخناس میں بھی عیسائیوں کا ذکر ہے۔ اس لئے دجال معہود ذری ہیں ورنہ دجال کا ذکر کرنا مناسب تھا۔ ص ۱۹۰-۱۹۵ نیز دیکھو حاشیہ ص ۳۸۲-۳۸۴

۱۴- **الباب الثامن**- سورۃ فاتحہ کی تفسیر قول کلی کے طور پر

(ل) شکر و ثناء کی بجائے الحمد کے ساتھ شروع کرنے کی وجہ کہ حمد دونوں سے اکمل اور اتم ہے۔ پھر مخلوق اور بت پرستوں کا صفت رحمانیت سے رد کیا۔ ص ۱۹۵ - ۱۹۶

(ب) الحمد میں یہ بھی اشارہ ہے کہ مجھے میری صفات کے ذریعہ شناخت کرو اور میرے کمالات پر ایمان لاؤ۔ اور یہ کہ خدا کی ذات تمام انواع حمد کی جامع اور ہر نقص سے منزہ ہے۔ ص ۱۹۶-۱۹۷

(ج) کامل محمود اللہ ہی ہے ولہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ۔ اس لئے آنحضرت صلعم کا نام احمد رکھا۔ ص ۱۹۷

(د) سورۃ فاتحہ کے شروع میں الحمد رکھا۔ پھر سورۃ کے آخر میں بھی حمد کی طرف اشارہ کیا کیونکہ ضالین یعنی نصاریٰ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی حمد سے اعراض کر کے یہ حق مخلوق میں سے

ایک کو دے کر اسے دوسرا محمود بتایا۔ شروع اور آخر میں الحمد کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ دو احمد پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک صدر اسلام میں اور ایک آخر الزمان میں اور یہ دونوں احمد اولین اور آخرین کی حمایت کے لئے بطور دو دیواروں کے ہیں۔ ص ۱۹۸

(ھ) اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکریہ کہ اس نے میری تائید فرمائی اور مجھے یہ تفسیر لکھنے کی توفیق بخشی۔ ص ۱۹۸

(و) نکتہ کشفیہ۔ چار صفات کا ذکر اس لئے کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کا نمونہ دنیا میں ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ اور آیت وله الحمد فی الاولیٰ والاٰخرة میں اشارہ کیا کہ یہ نمونہ صدر اسلام اور آخرین کو دیا جائیگا۔ اسی طرح آیت ثُلّة من الاوّلین وثُلّة من الاٰخرین میں ہدایت اور عون نصرت کے بھی دو ہی زمانے بتائے آنحضرتؐ اور مسیح موعود کا زمانہ۔ ص ۱۵۳-۱۵۵

۱۵- تفسیر دیگر آیات قرآنیہ :-

ا- لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتّم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

عزیز اور حریص میں آپ کی صفت رحمانیت کے مظہر ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ رحمة للعٰلمین ہیں۔ انسانوں کافروں اور مومنوں اور بقیہ جانداروں کے لئے اور بالمؤمنین رؤف رحیم میں آپکے صفت رحیم کے مظہر ہونے کی طرف اشارہ ہے ۱۱۷-۱۱۸

(ب) وما ارسلناك الّا رحمة للعٰلمین جب تک آپ صفت رحمٰن کے مظہر نہ ہوں آپ کا رحمة للعٰلمین ہونا ثابت ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رحیمیت صرف ایک عالم مومنوں سے متعلق ہے۔ حاشیہ ص ۱۱۸

(ج) مبشّراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد۔ مسیح عیسیٰ نے اپنے مثیل کی خبر دیتے ہوئے مسیح موعود کا نام تصریح کے ساتھ احمد ذکر کیا۔ ص ۱۲۷-۱۲۸

(د) اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔ موسیٰ نے ان میں صحابۂ آنحضرت صلعم کی طرف اشارہ کیا جنہوں نے میدان میں شدت و سختی دکھائی۔ ص ۱۲۶

(ھ) کزرع اخرج شطأه (۱) مسیح عیسیٰ نے آخرین منهم کی طرف اشارہ کیا کہ مسیح موعود سبزۂ نرم کی طرح ظاہر ہوگا۔ ص ۱۲۷

(۲) زرع کی مثال توریت اور انجیل میں مشترک نہیں بلکہ صرف انجیل میں مذکور ہے اور مثلهم فی التوراة پر وقف بھی اس کا مؤید ہے۔ حاشیہ ص ۱۲۷

(و) انّ ابراهیم کان امّة۔ جب کوئی بندہ خدا میں فانی ہو کر اپنی خواہشات و ارادات سے منقطع ہو جاتا ہے اور خدا کو سارے دل سے بلکہ سارے ذرات اس کے خدا سے محبت کرتے ہیں تو وہ جہانوں میں سے ایک جہان ہو جاتا ہے۔ ص ۱۳۸

(ز) ثُلّة من الاولین وثُلّة من الاٰخرین۔ زمانۂ ہدایت اور عون و نصرت کو دو زمانوں میں تقسیم کیا۔ ایک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اور ایک مسیح موعود اور اس کی جماعت کا۔ ص ۱۵۴ - ۱۵۵

(ح) ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ۔ اس میں دو احمدوں کی طرف اشارہ ہے ایک ہمارے رسول احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور دوسرے احمد آخر الزمان کی طرف جس کا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ہے۔ ص ۱۳۹ ، ۱۵۳

(ط) کان بالمؤمنین رحیماً۔ یعنی صفت رحیمیت کا فیض مومنوں سے مخصوص ہے۔ ص ۱۴۱

(ی) واللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس۔
رات کے کمال ظلمت کو تنفس صبح لازم ہے یعنی ہر کمالے را زوالے۔ اسی طرح آیت یا ارض ابلعی میں کمال سیلاب کو زوال سیلاب کی دلیل بتایا۔ ص ۱۵۵

(ک) ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔
قرآن ذو الوجوہ ہے۔ اس کے ایک معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ چودھویں صدی میں ظہور مسیح موعود کے ساتھ مومنوں کی مدد کریگا جبکہ وہ کمزور ہونگے۔ اسمیں ضعف اسلام اور پھر اس کے ہلال کے بدر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔
ص ۱۸۸

(ل) ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔
(۱) اس آیت میں پیشگوئی ہے کہ آپ کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کردیئے گئے ہیں اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا عیسائی یا مجوسی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے

نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی اور اسکی تشریح ص ۲۰۷ - ۲۰۸ ، ص ۲۱۵

(۲) معنی الآیۃ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الآخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ۔
ص ۲۰۸

(م) وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔
(۱) اس میں مسیح موعود کے بروزی طور پر محمد ہونیکا ذکر ہے اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے آپ کے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں
ص ۲۱۲ ، ص ۲۱۳ ، ص ۲۱۵ ، ص ۲۱۶

(۲) اسجگہ مورد بروز مسیح موعود کے جس کے ذریعہ وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ ترک ذکر سے اس طرف اشارہ ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اور اس کی نبوت و رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی ص ۲۱۶

(ن) انا اعطیناک الکوثر۔ میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا۔ یعنی دینی برکات کے چشمے بہ نکلیں گے۔ اس میں بھی بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ ص ۲۱۶

(س) امن یجیب المضطر اذا دعاہ۔ لفظ مضطر سے وہ ضرریافتہ مراد ہے جو محض ابتلاء کے طور پر ہو۔

## جہاد

۱۔ جہاد مشروط بشرائط ہے۔ اور یہ وقت اشاعتِ دین کے لئے جنگ و خون ریزی کا نہیں۔ قرآن مجید میں ہر وقت کیلئے ایک حکم ہے۔ اس زمانہ میں حکمۃ اللہ کا تقاضا ہے کہ دین کی تائید دلائل اور آیات سے کی جائے۔ کیونکہ مخالفین بھی اپنے مذہب اور عقائد کی اشاعت کے لئے تلوار استعمال نہیں کرتے۔ صفحہ ۲۱
وحاشیہ صفحہ ۲۶۵ و صفحہ ۳۲۷

۲۔ یہ زمانہ جہاد بالسیف کا نہیں۔ اور اس کے وجوہ مسلمانوں کی کمزوری اور ان کی عملی حالت کا خراب ہونا اور مخالفین کا بزور شمشیر کسی کو مرتد نہ کرنا۔ تلوار کے مقابلے میں تلوار اور قلم کے مقابلہ میں قلم اٹھائی جائے۔ آج ملت کی ویرانی زبانی اکاذیب سے کی گئی ہے۔ مکان اور باغ کی مثال سے اس کی وضاحت۔ صفحہ ۱۵۶-۱۵۸

۳۔ انگریزی گورنمنٹ نے چونکہ پوری مذہبی آزادی دی ہے اور مسلمان بھی امن و امان کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس لئے ان سے جہاد کرنا ذنب عظیم ہے۔
صفحہ ۲۱۸ و صفحہ ۳۳۷

۴۔ چونکہ پادری بھی کسی مسلمان کو دین کی وجہ سے قتل نہیں کرتے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے بھی پادریوں کا قتل جائز نہیں۔ صفحہ ۳۱۹

۵۔ معترضین کے اعتراض کا کہ تم جہاد حرام کرتے ہو اور ہم خونی مہدی کے منتظر ہیں جواب کہ کوئی مہدی تلوار کے ساتھ نہیں آئیگا اور اللہ تعالیٰ بغیر اتمام حجت کسی امت کو عذاب نہیں دیتا اور حدیث یضع الحرب کو مت بھولو۔ صفحہ ۳۱۹

## چ

### چراغ الدین جمونی

ا۔ چراغ الدین جمونی کی نسبت اطلاع کہ وہ بیعت کے ذریعہ فرقہ احمدیہ میں داخل ہونیکا اعلان کر کے اولوالعزم رسول ہونے کا دعویٰ کرتا اور خلاف تعلیم قرآن عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرانے اور قرآن و انجیل کے باہمی تفرقہ کو دور کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آیات اور اپنے الہام والخیر کلہ فی القرآن کا ذکر۔ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مردہ اور ناتمام کلام ہے۔ اس لئے ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں ہے۔ صفحہ ۲۳۹-۲۴۱

ب۔ نفس امارہ کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جبتک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔ صفحہ ۴۴۲

ج۔ چراغ الدین کی نسبت الہام نزل بہ جبیس اور جبیس کی تشریح۔ مراد حدیث النفس اور اضغاث احلام ہیں۔ اور انی اذیب من یریب یعنی

میں فنا اور غارت کرونگا اور غضب نازل کرونگا اگر اس نے شک کیا اور ایمان نہ لایا - ص ۲۴۳-۲۴۴

# ح

## حدیث

۱- حدیث لا نبی بعدی مسیح عیسیٰ کے دوبارہ آنے کو مانع ہے - ص ۲۰۷

۲ - حدیث مسیح اور اس کی والدہ مس شیطان سے پاک ہیں - دونوں کے ذکر کی وجہ یہودیوں کا اُن پر افتراء اور ان پر شیطانی کاموں کی تہمت لگانا تھا اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا - حاشیہ ص ۲۲۰

۳ - اسکا کاسمی دیدفن معی فی قبری کا مفہوم یہی ہے کہ ہماری اور مسیح موعود کوئی علیحدہ رسول نہیں بلکہ بروزی طور پر وہی آیا کیونکہ رنگ دوئی اس میں نہیں آیا - اس لئے گویا کہ اسے علیحدہ قبر میں تصوّر کیا جائے - حاشیہ ص ۲۸۱

۴ - حدیث فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف فدعوہ کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف - حاشیہ ص ۴۳۰

**حدیث النفس** کلام کی شناخت کا ذریعہ دیکھو زیر "وحی"

## حریری

حریری صاحب مقامات قادر نہ ہوسکا کہ وہ الفاظ کو معانی کا تابع کرسکتا - لہذا ایسا شخص جسے معانی سے غرض ہے اور معارف وحقائق بیان کرنا اس کا مقصد ہے وہ حریری کی جمع کردہ ہڈیوں سے کوئی مغز حاصل نہیں کرسکتا - ص ۴۳۳

## حسین رضی اللہ عنہ (امام)

شیعوں کا عقیدہ کہ وہ انبیاء سے افضل ہیں اور اس کی مفصل تردید ص ۴۲۳-۴۳۰ نیز دیکھو "شیعہ"

## حَکَم

ا - حَکَم کو اس لئے مبعوث کیا ہے تا اپنے جھگڑوں کا اس سے فیصلہ کرائیں - اور اس کے فیصلہ کو شرح صدر سے مانیں - حَکَم مومنوں کیلئے بطور رحمت ہے اور حَرَم کے مشابہ ہے اور آراء متفرقہ ہوا میں پرندوں کی طرح ہیں - جیسے حَرَم میں شکار حرام ہے اسی طرح حَکَم کی موجودگی میں اپنی متفرق آراء کی پیروی ممنوع ہے - ادب کا تقاضا یہی ہے کہ ہر بات اس کے پیش کی جائے اور اس کے فیصلہ کی اتباع کی جائے ص ۳۳۸-۳۳۹ مع حاشیہ

ب - بعض یہ تسلیم کرکے کہ مسیح کی وفات ثابت اور خلفاء بھی امت سے ہونگے لیکن چونکہ اس کے عقائد ہمارے علماء کے عقائد سے مختلف ہیں اس لئے ہم اُسے کیونکر مان لیں جواب یہ ہے کہ جب خود ہی ابن مریم کی حیات اور نزول کے بارے میں علماء کو غلطی پر مان لیا تو پھر خدا کا مرسل اُن کی

غلطی کو کیونکر مان لے۔ وہ اسلام کے بہتر فرقوں میں فیصلہ کرنیوالا ہے پس ضرور تھا کہ وہ رطب ویابس کے ذخیرہ میں سے بعض کو رد کرے اور بعض کو قبول کرے مسیح ابن مریم کی وفات اور اس کے نزول کے بارے میں مسلمانوں کے فرقوں میں اختلاف کا ذکر ص ۲۱۲-۲۱۳

## خ

### خاتم النبیین

ا - جیسے مسلمان حضرت عیسیٰ کو آخری زمانہ میں اتارتے اور نبی مانتے بلکہ چالیس سال تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری مانتے ہیں ویسے کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی ایسے عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر شاہد ہے اور ہم ایسے عقائد کے سخت مخالف ہیں۔ ص ۲۰۷ و ص ۲۱۱ و ص ۲۱۲ و ص ۲۱۴ و ص ۲۱۵

ب - ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ص ۲۱۰ - نیز دیکھو "تفسیر"

ج - ہمارے نبی صلعم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عطا کیا جائے۔

ص ۲۰۸-۲۰۹ و ص ۲۱۱ و ص ۲۱۲

د - خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اسوقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا تو اس مہر کو توڑنیوالا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائیگا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ ص ۲۰۹

وحاشیہ ص ۲۱۱ و ص ۲۱۴ و ص ۲۱۵

ھ - اگر مذکورہ بالا معنے کی رو سے آنحضرت صلعم کے بعد نبی سے انکار کیا جائے تو یہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ امت محمدیہ مکالمات ومخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ ص ۲۰۸

و - آیت خاتم النبیین میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلعم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور وہ قادیم سے موعود بروزی محمد ہے۔ ص ۲۱۴

### خاتم الانبیاء - خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء

ا - گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کے ساتھ کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ

رسول کہلاوے۔ ص ۲۴۱-۲۴۲

ب۔ آپ کی ختم نبوت نے چاہا کہ آپ کی امت سے نبیوں کی مانند لوگ پیدا ہوں۔ اسی لئے مجددین کا سلسلہ شروع ہوا۔ ص ۲۴۷

ج۔ سب سے زیادہ بدبخت دو شخص ہیں۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا۔ اور توہین کو انتہا تک پہنچایا۔ اور اس کی علامات اور حالات۔ ص ۲۵۰-۲۵۲

د۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو۔ اس لئے مجھے کامل ظلّ بنا کر ظلّی طور پر نبوت محمدیہ مجھ میں رکھ دی تا ایک معنے کی رو سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ ہے۔ حاشیہ ص ۳۸۱-۳۸۲

ھ۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا مدعی ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا۔ حاشیہ ص ۳۸۱

نیز دیکھو ص ۳۸۳

## خسوف وکسوف

ا۔ سنیوں کی کتاب دارقطنی اور شیعوں کی کتاب اکمال الدین میں رمضان میں خسوف وکسوف کو مہدی موعود کی علامت قرار دیا ہے۔ ص ۳۸۵ وحاشیہ ص ۵۰۶-۵۰۷

ب۔ یہ نشان کسی اور مدعی کے وقت ہوا؟ اور کون ہے جس نے کہا ہو کہ یہ میرے لئے ہوا ہے؟ ص ۴۰۵

ج۔ دارقطنی اور اکمال الدین کے علاوہ پہلی کتابوں میں بھی ظہور مسیح موعود کی علامت خسوف وکسوف لکھا ہے۔ اور خدا نے اس حدیث کی پیشگوئی پورا کر کے اس کی سچائی پر مہر کردی ہے۔ ص ۴۰۵

د۔ خسوف وکسوف مہدی کی علامت ٹھیرانے میں اس طرف اشارہ تھا کہ اس کا انکار زمین پر موجب غضب الٰہی ہے جو طاعون کی صورت میں ظاہر ہوا اور لوگوں کی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف وکسوف کا نمونہ قائم کیا۔ چونکہ آفتاب کی سلطنت دن پر ہے اور مہتاب کی رات پر۔ دین اسلام بطور دن ہے اور دوسرے ادیان بطور رات۔ ان سب پر امام موعود حکمرانی کرنے کے لئے آیا ہے اور دونوں سلطنتوں کا مالک کیا گیا ہے۔ ص ۴۰۵

## د

## دابۃ الارض

ا۔ آیت واذا وقع القول علیہم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم الآیۃ میں اسی دابۃ الارض کا ذکر ہے

جس کا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتداء سے مقرر
ہے یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے
عالم کشف میں نظر آیا - اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون
کا کیڑا ہے - دابۃ الارض اس لئے نام رکھا گیا کیونکہ
زمین کے کیڑوں میں سے ہی یہ بیماری پیدا ہوتی ہے -
اور اس کے چار قرائن اور دلائل :-
اوّل اتمام حجت کے بعد دابۃ الارض کا نکلنا -
جو زمین سے نکلنے والا کیڑا ہے -
دوسرا قرینہ - جہاں کہیں دابہ کا لفظ مرکب آیا
ہے اُس سے مراد کیڑا لیا گیا ہے - مثلاً
ما دلّھم علیٰ موتہٖ الّا دابۃ الارض تاکل
منساتہ -
تیسرا قرینہ - امام الوقت مسیح موعود کا ظاہر ہونا -
چوتھا قرینہ - سورۃ فاتحہ میں پیشگوئی ہے کہ بعض
یہودی صفت مسلمان مسیح موعود کو کافر قرار دینگے
اور قتل کے درپے ہونگے اور جیسے مسیح نے انجیل
میں کہا ہے کہ میرے منکروں پر مری پڑے گی اسی
طرح ان پر پڑیگی - ص ۴۱۶-۴۲۱

ب - دابۃ الارض طاعون کے کیڑے کا نام رکھنے میں
اس طرف اشارہ ہے کہ وہ اس وقت نکلیگا جب
مسلمان اور ان کے علماء زمین کی طرف جھک کر خود
دابۃ الارض بن جائیں گے ص ۴۲۱

ج - ہم نے اپنی بعض کتابوں میں غیر متقی دنیا دار مولویوں
کو دابۃ الارض قرار دیا ہے اور یہاں طاعون کے کیڑے کو -
یہ دونوں معنے درست ہیں - یعنی دو قسم کے دابۃ الارض
پیدا ہونگے - ایک علماء بے عمل جو زمینی شہرت چاہیں گے
دوسرے طاعون کا کیڑا جو بطور سزا دہی ظاہر ہوگا -
ص ۴۲۱-۴۲۲

## دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء

مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء - طاعون سے بہتوں کو نجات
دلانے کے لئے یہ رسالہ لکھا گیا ہے ص ۲۱۷ تا ٹائٹل پیج

## دجّال

ا - سورۃ فاتحہ میں یہود اور نصاریٰ سے ڈرایا گیا ہے اور
دجّال کا ذکر نہیں - بلکہ سارے قرآن میں دجّال کا نام نہیں
اس لئے اہل صلیب اور عیسائی ہی جن کے فتنہ کو سب سے
بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے دجال ہیں - جو قرونِ ثلاثہ کے بعد
ایک ہزار سال کی عمر دیئے گئے - پہلے آہستہ آہستہ انکی
آہٹ سنائی دی - پھر خنّاس کی صورت میں ظاہر ہوا
گویا چھ سو سال میں تو وہ جنین کی طرح رہا اور قرونِ ثلاثہ
سے نو صدیوں کے بعد وہ پیدا ہوا - اور انکے فتنوں کا
ذکر - پس یہی دجّال ہیں - ص ۲۳۹-۲۴۰

ب - کہتے ہیں امت میں تیس دجّال آئیں گے - دجّال تو
تیس مگر طوفانِ صلیب کو فرو کرنے کے لئے ایک بھی
مجدد نہ آیا - لاکھوں آدمی مرتد ہو گئے - خوب امت مرحومہ
ہے - پھر جب دجّال کہتے ہیں انکی ہلاکت کیلئے لاکھوں تدبیریں اور
دعائیں کی گئیں مگر وہ گروہ تیس برس سے ترقی کر رہا ہے ص ۲۱۱-۲۱۲

## دُعا

اَ ۔ جب نے پوری تضرع سے مدیر منار اور اسکے ساتھیوں پر اتمام حجت کا طریق معلوم کرنے کیلئے دُعا کی تو میرے دل میں اس کتاب کے لکھنے کا القاء ہوا۔ اور میری دعا قبول ہوئی اور اس کتاب (الہدیٰ) کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی۔ ص ۲۶۳ - ۲۶۴

ب ۔ ملہم لوگوں کو فطرتاً دو قسم کی حالتیں پیش آتی ہیں۔ کبھی تو دُعا کی طرف غیب سے توجہ اور جوش دیا جاتا ہے ۔جو دعا قبول کرنے کی نشانی ہوتا ہے ۔ اور کبھی خدا دُعا کو قبول کرنا نہیں چاہتا۔تب دعا کرنیوالے کی طبیعت میں قبض پیدا کر دیتا ہے ۔ ص ۵۹۳

## دنیادار

اہل دنیا کے نفوس کی خطرناک سردا ور گھٹا ٹوپ بادلوں والے دن سے تشبیہ اور یہ کہ وہ خدا کے مرسلوں کو مغلوب نہیں کر سکتے ۔ ص ۲۷۳ - ۲۷۴

# ر

## رجعتِ بروزی

دیکھو "بروز"

## روحانی لوگ

جن کی ارواح کو خدا تعالیٰ نے اپنے انعام سے مکمل کیا۔ اور ان کا متکفل ہوا۔ اور اُن سے خدا کے تعلق اور معاملہ کا ذکر۔ اور یہ کہ خدا انہیں جہانوں کی رُوح اور مخلوق کی پناہ بناتا ہے ۔ ص ۳-۴

## رؤیا

طاعون کے متعلق ایک رؤیا جس میں طاعون کو ہاتھی کی شکل میں دکھایا گیا ۔ ص ۴۱۵ - ۴۱۶

# ز

## زبان

جیسا کہ تغیّر مکانی سے کسی قدر بدلتی ہے ایسا ہی تغیّر زمانی سے بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ۔ ص ۴۳۶

# س

## سرقہ

کلام میں سرقہ کا الزام بعض بدباطنوں نے قرآن پر بھی لگایا کہ اس کے مضامین توریت و انجیل سے مسروقہ اور اشعارِ قدیم عرب بطور سرقہ قرآن میں داخل کی گئی ہیں۔ پھر یہودی انجیل کی عبارتوں کو طالمود اور دوسرے انبیاء کی کتب سے مسروقہ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح متنبّی کے دیوان کو دوسرے شاعروں کے شعروں کا سرقہ قرار دیا گیا ہے ص ۴۳۷ - ۴۳۹

## سعادت

ماموریں کے مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں۔ ص ۲۵

## سعید

سعید وہ ہے جس نے وقت پایا اور پھر اُسے غفلت میں ضائع نہ کیا ص ۷۳

## سلسلہ احمدیہ

قریب تھا کہ دنیا (گناہوں وغیرہ) کے زہر سے مرجاتی اگر خدا یہ آسمانی سلسلہ اپنے ہاتھ سے قائم نہ کرتا ص ۴۷۱

## سلطان القلم

اگر انسان ایسا سلطان القلم ہو کہ امور علمیہ اور حکمیہ کو

انواع و اقسام کی رنگین عبارتوں اور بلیغ و فصیح استعارات
میں ادا کر سکے اور اس کو موہبت الٰہیہ سے نظم و نثر کا
ایک ملکہ ہو جائے۔ اگر اس کی عبارتوں میں بعض آیات
قرآنی آجائیں یا متقدمین کے بعض امثال یا فقرات
تو یہ جائے اعتراض نہ ہوگا۔ ص ۴۴۲

## سورۃ فاتحہ

أ ۔ یہ میرے ربّ سے میرے لئے اک گواہ ہے
یہ میرے صدق دعویٰ پہ مُہرِ الٰہ ہے
میرے مسیح ہونے پہ یہ اک دلیل ہے
میرے لئے یہ شاہد ربِّ جلیل ہے ص ۲

ب ۔ سورۃ فاتحہ ام الکتاب اور مفتاح القرآن اور موتی
اور مرجان کا منبع ہے۔ اور معرفت کے پرندوں کا آشیانہ
اسی لئے امتحانی تفسیر کے لئے ہم نے اسے اختیار
کرلیا۔ ص ۴۱ نیز دیکھو "تفسیر سورۃ فاتحہ"

ج ۔ سورۃ فاتحہ میں یہ مخفی پیشگوئی ہے کہ جس طرح یہود
حضرت عیسیٰؑ کو کافر دجّال کہکر مغضوب علیہم
بن گئے بعض مسلمان بھی ایسے ہی بن گئے ص ۴۱۴

## سیفِ چشتیائی

أ ۔ پیر مہر علیشاہ نے یہ کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ
کے جواب میں لکھی مگر اردو زبان میں۔ عربی تفسیر کا
اس میں نام و نشان نہ تھا پس اس نے اعجاز المسیح
کے معجزہ ہونے پر مہر لگا دی جو نکتہ چینیاں کیں ان سے
قرآن شریف اور نہ کوئی ادبی کتاب باہر رہ سکتی ہے
سرقہ کا الزام لگایا کہ چند فقرے مقاماتِ حریری۔
قرآن شریف یا کسی اور کتاب سے مسروقہ ہیں حالانکہ ہزار
فقروں میں سے دس بارہ فقرے جو بطور توارد تھے ان کو
سرقہ قرار دینا اپنی جہالت ثابت کرنا ہے۔ خود حریری کی
کتاب میں بعض قرآنی اقتباسات اور بعض عبارتیں ابوالفضل
بدیع الزمان کی پائی جاتی ہیں اور تفصیلی جواب۔
ص ۴۲۹ - ۴۳۷

ب ۔ محمد حسن فیضی کے دوست میاں شہاب الدین کا خط کہ
پیر مہر علیشاہ کی یہ کتاب محمد حسن کے مسروقہ نوٹ ہیں
جو اس نے اپنے قلم سے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر
لکھے تھے۔ حاشیہ ص ۴۴۵

ج ۔ اور اس امر کے کہ یہ محمد حسن فیضی کے مسروقہ نوٹ ہیں پانچ
گواہ اور ان کے اسماء۔ حاشیہ ص ۴۵۸

د ۔ الہامات ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ وغیرہ
ایک غلطی کے ازالہ سے نقل کر کے یہ اعتراض کیا ہے
کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ خواب یا بیداری میں ایسا
سُنا یا بالغرض الہام ہی تھا تب بھی اس سے وہ رسول کہلانیکا
مجاز نہیں ہو سکتا۔ نہ بروزی رسالت مراد ہو سکتی
ہے کیونکہ دعویٰ میں رسول ظلّی اور دلیل ارسل رسولہ
میں رسول اصلی ہے۔ دلیل دعویٰ پر منطبق نہیں اس کا
مفصل جواب۔ ص ۴۵۵ - ۴۷۵

نیز دیکھو زیر "وحی"
اور دیکھو زیر "یقین"

# ش

## شریعت کی منسوخی

ا ۔ جس شریعت کو خدا تعالیٰ منسوخ کر دیتا ہے اس شریعت کی پیروی کرنے والے کے دل ممسوخ ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں کوئی باقی نہیں رہتا بس پر تازہ کلام وارد ہو۔ تب وہ کتاب متعفن پانی کی طرح ہو جاتی ہے ص ۲۹۱

ب ۔ تازہ کلام الٰہی خدا کی شریعت کا پشتی بان ہے، ص ۲۹۲

## شعر جمع اشعار

ا ۔ سورۃ فاتحہ سے متعلق جسکا پہلا شعر یہ ہے ۔

اے دوستو جو پڑھتے ہو ام الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھ سے اس آفتاب کو ص ۲

ب ۔ عربی اشعار جنکا پہلا شعر یہ ہے ۔

ومعنی الرجم فی ھٰذا المقام
کما علّمتُ من رب الانام ص ۸۴

نیز دیکھو "منظوم کلام"

## شفیع

ا ۔ یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع ان سے جدا نہیں اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرتؐ کی ہی شفاعت ہے، ص ۲۳۳

ب ۔ سچا شفیع میں ہوں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بزرگ شفیع کا سایہ ہوں۔ ص ۲۳۳

ج ۔ انہ اوی القریۃ لولا الاکرام لھلک المقامُ کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اس شفیع کی عزت ظاہر کرنے کیلئے قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھا ۔ اگر مسیح بن مریم سچا شفیع اور منجی ہے تو قادیان کے مقابل پر آپ بھی کسی اور شہر کا نام لے دیں کہ وہ ہمارے خداوند مسیح کی برکت اور شفاعت سے طاعون سے پاک رہیگا۔ ص ۲۳۴

## شقاوت

دنیا میں ماموروں کے انکار جیسی کوئی شقاوت نہیں اور اشقی الناس دو ہیں ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا ۔ دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا ص ۲۵۰

## شہاب الدین (میاں سکنہ بھیں)

اس کے خطوط کی نقول جن میں اس نے لکھا کہ کتاب سیف چشتیائی مولوی محمد حسن فیضی کے مسروقہ نوٹ ہیں جو پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنے نام پر شائع کر دیئے ہیں۔ حاشیہ ص ۴۴۵ و ص ۴۵۰-۴۵۳

## شیخ رشید رضا (مدیر المنار)

ا ۔ اس کو کتاب اعجاز المسیح تقریظ کے لئے بھیجا تا وہ برّ و تقویٰ پر میرے مددگار ہوں۔ لیکن اس نے اکثر باز حاسدوں کی طرح تحقیر کی وغیرہ ص ۲۵۳-۲۵۶

ب ۔ پیشگوئی ۔ کیا آپ کو فصاحت و بلاغت میں کمال حاصل ہے؟ عنقریب وہ گریز کر جائے گا۔ اور پھر نظر نہ آئے گا۔ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے۔ ص ۲۵۴

## شیطانی



## شیعہ



# ص

## صالحین



## صحابہ

ب۔ حضرت موسیٰ نے ان کی صفت اشداء علی الکفار بیان کرکے اسم محمد کے ظلّی یعنی جلالی نام کے مظہر ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ اور ان کے متعلق رحماء بینھم کہنا ان کی صفت جلالیت کے منافی نہیں۔ بلکہ وحدت کا باعث بن کر ان کی جلالی قوت کی زیادتی کا موجب ہے۔ ص ۱۲۶ و حاشیہ ص ۱۲۷ و ص ۱۵۱

ج۔ صحابہ کے زمانہ میں توفیقین کے چشمے جاری تھے۔ اور خدائی نشانوں کو دیکھ کر خدا کے کلام پر انہیں یقین ہوگیا تھا۔ اس لئے ان کی زندگی نہایت پاک ہوگئی تھی۔ ص ۴۶۸

## صلیب

ا۔ یہود و نصاریٰ نے مسیح کی صلیبی موت مان کر انہیں ملعون قرار دیا جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے بل رفعہ اللہ الیہ سے کی۔ اور عیسائیوں نے لعنت سے بری قرار دینے کے لئے آسمان پر جانے کا عقیدہ بنایا۔ پھر کفارہ کا۔ ص ۳۶۲-۳۶۴

ب۔ مسیح صلیب سے نجات پاکر کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے۔ اور اس کی تائید مرہم عیسیٰ اور حواریوں سے ملنے اور پھر خانیار سری نگر میں قبر کے پائے جانے سے بھی ہوتی ہے۔ جو عیسیٰ اور یوز آسف نبی کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ ص ۳۶۱ مع حاشیہ و ص ۳۶۶ - ۳۷۱

ج۔ نقشہ اس راستہ کا جو حضرت مسیحؑ نے ہجرت کے وقت اختیار کیا۔ ص ۳۶۷

د۔ صلیب کے واقعہ کے بعد اپنی والدہ اور اپنے بعض حواریوں کے ساتھ کشمیر کی طرف ہجرت اختیار کرنا۔ اور آیت وجعلنا ابن مریم و امّہ اٰیۃ واٰوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین سے استدلال۔ ص ۳۶۸ - ۳۶۹ نیز دیکھو تفسیر

## صُور

نفخ فی الصور فجمعناھم جمعًا میں صُور سے مراد مسیح موعود ہے۔ اور صُور سے مراد خدا کے نبی اور مرسلین ہوتے ہیں جن کے دلوں میں نفخ کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو ایک کلمہ پر جمع کریں۔ ص ۳۵۹

# ط

## طاعون

ا۔ (ا) طاعون سے بچنے کے لئے دیکھو زیر تنبیہ ایک نسخہ اور علاج اور تجویز۔ گو انبیاء کے قدیم تجربہ سے جو ثابت ہے مردست ہیں گالیاں سُننی پڑیں گی۔ مگر بعض ایسے بھی پیدا ہوجائیں گے جو اس نسخہ کو آزمائیں۔ ص ۲۱۸

(ب) اسی قدیم تجربہ کے مطابق آپ کو سخت گالیاں اور ایذا دی گئی۔ سبّ و شتم سے پُر اشتہارات شائع کئے گئے۔ ص ۳۴۹

۲۔ ان ایّام طاعون میں یہ بھی ظاہر ہوجائیگا کہ سچّا منجی کون ہے۔ ص ۲۱۹

بیہقی یعنی حضرت ابو بکرؓ سے یزید تک گر اہلحدیث اور حنفی کہونے والوں نے اسے ناقص خیال کرکے اس لعنت بازی کے دائرہ کو اس طرح پورا کیا کہ جس شخص کو خدا نے آدم سے لیکر یسوع مسیح تک مظہر جمیع انبیاء قرار دیا تھا یعنی الف سے یا تک اور تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لیکر الف احمد تک جس کو صفت مظہریت کا خاتم بنایا اسی پر لعنتوں کی مشق کی۔ ص ۳۷۹-۳۸۰ و ص ۳۸۶

۱۶۔ طاعون کی تشخیص میں بڑے بڑے ڈاکٹروں کی عقل بھی چکر کھا جاتی ہے اور طاعون کی دو قسمیں وبائی اور غیر وبائی اور اس کی تفصیل۔ ص ۳۹۳

۱۷۔ اس سوال کا جواب کہ اگر طاعون آپ کے لئے بطور نشان تھی تو خدا تعالے اس کے پھیلنے سے پہلے آپ کو اطلاع دیتا کہ طاعون آئے گی۔

(الف) خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی۔ عام موت کے متعلق الہامات اور زور آور حملوں کی خبر اور دیگر الہامات۔ ص ۳۹۸-۴۰۲ نیز دیکھو "الہامات"

(ب) رسالہ نور الحق کے ص ۳۵-۳۸ میں آٹھ برس پہلے پھر رسالہ سراج منیر کے ص ۵۹-۶۰ میں آج سے پانچ برس پہلے پیشگوئی موجود ہے اور اشتہار مؤرخہ ۶ ار فروری ۱۸۹۸ء میں یہ رؤیا موجود ہے کہ میں نے ملائکۃ اللہ کو ملک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ پودے لگاتے دیکھا اور انہوں نے میرے سوال پر جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ ص ۴۰۷

۱۸۔ طاعون نے پنجاب پر سب سے زیادہ حملہ کیا اس لئے کہ اس ملک نے خدا کے مامور و مرسل کے مقابل پر ہنرنی کا طریق اختیار کیا۔ نہ خود سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے نہ ہندوستان کے لوگوں کو داخل ہونے دیا۔ میں نے جو دعا طاعون کے لئے ایک مدت دراز ہوئی مانگی تھی آج قبول ہو گئی۔ ص ۴۰۴

۱۹۔ طاعون سے متعلق رؤیا جس میں طاعون کو ایک ہاتھی کی شکل پر دکھایا گیا۔ مگر منہ آدمی کے منہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں کے اعضاء سے مشابہ تھے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی قرآن میں موعود دابۃ الارض ہے۔ ص ۴۱۵-۴۱۶

نیز دیکھو "دابۃ الارض"

۲۰۔ <u>طاعون کا علاج</u>۔ خدا پر سچا ایمان اور تمام اعضاء کو معاصی سے بچانا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنا اور اس سلسلہ حقہ میں صدق اور اخلاص کے ساتھ داخل ہونا اور دلی جوش سے دعا میں لگے رہنا وغیرہ ہے اور ظاہری صفائی سے متعلق تاکیدی نصیحت۔ سو تم نہ تو ظاہری طور پر زمین کے نجس حصوں کی طرف جھکو اور نہ روحانی طور پر بلکہ اگر ممکن ہو تو اوپر کے مکانوں میں رہو اور نہ تم باطنی طور پر زمین کی طرف جھکو بلکہ آسمان میں سے حصہ لو۔ ص ۴۲۰-۴۲۱

۱۱ - طاعون کے دنوں میں خاصکر جسقدر جوق در جوق لوگ بیعت میں داخل ہوئے اس کا تصور خدا کی قدرت کا نظارہ ہے۔ گویا طاعون دوسروں کو کھانے اور ہمیں بڑھانے کیلئے آئی ہے۔ ص ۴۹۹

## ع

### عابد کامل

ا - فانی فی اللہ کو رب العالمین کی صفات عطا کی جاتی ہیں۔ اور چونکہ وہ اپنے سارے دل اور اپنے سارے ذرات کے ساتھ خدا سے محبت کرتا ہے اس لئے وہ ایک عالم ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیمؑ کو آیت ان ابراھیم کان امۃ میں امت قرار دیا۔ ص ۱۳۸

ب - حقیقی عابد وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی اس کی شان کے مناسب حمد کرتا ہے۔ ص ۱۶۷

### عبادت

ا - خدا کی عظمت اور اس کی علوّ شان کا مشاہدہ کرکے تذلل تام اور اس کے احسانات کو دیکھکر اس کی تعریف و ثناد کرنے اور ہر چیز سے محبت کرنے میں اُسے مقدم کرنے کا نام ہے۔ ص ۱۶۵

ب - شاخہائے عبادت میں سے یہ بھی ہے کہ تُو اپنے دشمن کو ایسا دوست رکھے جیسے تُو اپنے نفس اور اولاد کو چاہتا ہے اور لوگوں کی لغزشوں کو معاف کرے اور تقی نقی سلیم القلب اور خلق اللہ کیلئے نافع وجود بنے اور غصہ دلانے والے بھائی سے تواضع کے ساتھ پیش آئے اور مرنے سے پہلے اپنے اوپر موت وارد کرلے۔ غریبوں کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آئے اور واقف اور غیر واقف شخص کو السلام علیکم کہے وغیرہ امور۔ ص ۱۶۸ - ۱۶۹

### عربی زبان

ا - عربی ام الالسنہ ہے اور اس میں عجائبات اور قدرت کی امانتیں ہیں۔ اور اس پر کسی اور زبان کو ترجیح دینا ایسا ہے جیسے عمارہ اعلیٰ پاکیزہ کھانے پر سوٗر کی ہڈی کے گودے کو ترجیح دی جائے۔ ص ۳۱۲

ب - لغت عرب جو صرف نحو کی اصل کنجی ہے وہ ایک ایسا ناپیدا کنار دریا ہے جو اس کی نسبت امام شافعی کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ لا یعلمہ الّا نبی پس اس زبان پر ہر ایک پہلو سے قدرت حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ اس پر پورا احاطہ کرنا معجزات انبیاء سے ہے۔ ص ۴۳۷

### علماء

ا - علماء اور مسیح موعود - ایں علماء میرے پاس آئے اور عارفین کے دلوں نے مجھے شناخت کرلیا لیکن بعض علماء نے از راہ بخل مجھے قبول نہ کیا۔ حالانکہ وہ ظہور مسیح کے صدی کے سر پر منتظر تھے اور ان کی موجودہ حالت۔ ص ۱۰ - ۱۱

ب - علماء کا مسیح موعود کی تکفیر و تکذیب کرنا اور گالیاں دینا اور ان کا دنیا کی طرف میلان۔ نیک کاموں سے

شکن ہے اس سے بعض تعلق باللہ میں ان سے افضل ہوں۔
اور حضرت یحییٰ سے مقابلہ ۔ ص ۲۱۹-۲۲۰ وحاشیہ
۴۔ مسیح پر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھے۔ حقیقی منجی
قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو
زمین حجاز میں پیدا ہوا ۔ ص ۲۲۰
۵۔ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح اپنے قرب
و وجاہت کی رو سے واحد لاشریک ہے ۔ خدا
بتلاتا ہے ۔ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کرونگا جو
اس سے بہتر ہے یعنی غلام احمد یعنی احمد کا غلام
ص ۲۴۰
۶۔ مسیح کی قبر کشمیر میں ہے ۔ ص ۲۲۰
۷۔ قبر عیسیٰ (ا) قبر عیسیٰ کا مجھے علم دیا گیا ہے
اور مجھے اس کی وفات کا قرآن مجید اور خدا تعالیٰ
کی وحی کے ذریعہ علم دیا گیا ہے ص ۳۵۸ و ص ۳۶۱
(ب) صلیب سے نجات کے بعد مسیح نے کشمیر کی طرف
ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ اُن کی قبر سری نگر
میں موجود ہے ۔ اور وہاں کے باشندے گواہی
دیتے ہیں کہ وہ شہزادہ نبی کی قبر ہے جو اسرائیلی تھا
اور اس کا نام یوز آسف تھا اور اس کا اصلی
نام عیسیٰ تھا اور وہ نبی تھا ۔ انیس سو سال سے کشمیر
کی طرف ہجرت کر کے آیا تھا ۔ اور اس کی انجیل تھی
(دیکھو کتاب اکمال الدین) اور اس خیال کی تردید
کہ یوز آسف مسیح کا ایک شاگرد تھا ۔

دوسری دلیل کہ کشمیر کے بہت سے شہروں کے نام
فلسطین کے شہروں کے نام پر ہیں جیسے حمص ۔ جلجات
اسکردو وغیرہ ۔ اور اس حقیقت مخفیہ کو بھول جانے
کی وجہ سے نصاریٰ کا نام ضالین رکھا گیا ۔ حیات
مسیح کا عقیدہ اگر نہ ہوتا تو اُسے خدا بھی نہ بناتے
اور اس عقیدہ سے باز آنے کے بغیر وہ کبھی توحید
کی طرف رجوع نہیں کرینگے ۔ ص ۳۶۱-۳۶۲
(ج) مسلمان اس قبر کو قبر عیسیٰ کہتے ہیں ۔ اور نصاریٰ
مسیح کے ایک شاگرد کی ۔ مگر شاگردوں میں سے
کوئی شہزادہ نبی نہ تھا اس لئے یہ عیسیٰ کی قبر
ہے ۔ ص ۳۷۰ نیز دیکھو "یوز آسف"
(د) مزار عیسیٰ کا نقشہ ص ۳۷۲
(ھ) سری نگر شہر کے ۷۲ معزز اصحاب کی شہادت کہ
یہ قبر بلاشبہ نبی اللہ عیسیٰ یوز آسف کی ہے
ص ۳۷۳-۳۷۴
۸۔ رفع عیسیٰ (ا) مسیح کا رفع دیگر انبیاء کی
طرح روح کا رفع تھا ۔ اور خاص ذکر کی وجہ یہ ہے
کہ یہود و نصاریٰ نے اسے مصلوب قرار دیکر ملعون
قرار دیا ۔ اور لعنت رفع کی ضد ہے ۔ اور یہود کا
کا انکار رفع روحانی سے تھا ۔ رفع جسم مدار نجات
نہیں تھا ۔ اور اس کی تفصیل ۔ ص ۳۶۲-۳۶۴
(ب) چونکہ صلیبی موت باعث لعنت تھی اس لئے
اس سے براءت کے لئے صعود الی السماء کا قصہ گھڑا گیا

اور الزام لعنت قبول کر کے کہا گیا کہ اُمت کی نجات کے
لئے انہوں نے یہ لعنت اٹھائی۔ تین سو سال کے بعد
یہ باتیں عقائد میں داخل کی گئیں۔ صـ ۳۶۴

ج ۔ اگر مسیح کا آسمان پر جانے کا عقیدہ درست ہے تو
اس کا نام سیاح نبی کیسے درست ہو سکتا ہے صـ ۳۶۶

د ۔ آسمان پر کوئی قبیلہ بنی اسرائیل کا نہ تھا کہ اس پر
اتمام حجت کے لئے وہاں گئے۔ اسرائیلی قبائل
تو مختلف بلاد میں منتشر تھے۔ تبلیغ سے پہلے
آسمان پر جانا معصیت تھی جو ایک نبی سے
صادر نہیں ہو سکتی تھی۔ صـ ۳۶۶

ھ ۔ انجیل متی اور یوحنا نے صعود الی السماء کا ذکر
نہیں کیا۔ بلکہ صلیب کے بعد گلیل کی طرف سفر
کا ذکر کیا ہے۔ حواریوں نے اس سفر کو مخفی رکھا
اور یہودیوں کی لعنت کا جواب دینے کے لئے ممکن
ہے توریہ کے طور کہہ دیا ہو کہ وہ آسمان پر چلے گئے
اور بعد میں آنے والوں نے اس توریہ کو حقیقت
سمجھ کر اسے خدا بنا لیا۔ صـ ۳۶۹

۹ ۔ عیسیٰ کا مردے زندہ کرنا۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد
کو آٹھ دفعہ غش آیا۔ آخری بار معلوم ہوا کہ جان
نکل گئی ہے۔ نہ دم تھا۔ نہ نبض تھی۔ دعا کرنے
کے بعد ہاتھ رکھا تو جان محسوس ہونے لگی۔ اور
زندگی کے علامات پیدا ہو گئے۔ تب میں نے بآواز
بلند حاضرین سے کہا۔ اگر عیسیٰ ابن مریم نے کوئی
مُردہ زندہ کیا ہے تو اس سے زیادہ ہرگز نہیں صـ ۵۹۸

۱۰ ۔ عیسیٰ کی صلیب سے نجات۔ دیکھو "صلیب"

## عیسائی پادری دیکھو "پادری"

## عیسائی مذہب

عیسائی مذہب مُردہ ہے۔ انجیل ایک مُردہ ناتمام
کلام ہے۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ
سب کا سب ردی اور باطل ہے۔ صـ ۲۴۰

# غ

## غلام دستگیر (قصوری)

اس نے اپنی کتاب فتح رحمانی صـ ۲۷ میں مباہلہ کیا تھا
اور وہ جلد مر گیا۔ حاشیہ صـ ۴۶۰-۴۶۱ و صـ ۵۲۳ و صـ ۵۶۸

# ف

## فاتحہ دیکھو "سورۃ فاتحہ"

# ق

## قادیان اور طاعون

۱ ۔ طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھنے کا خدائی وعدہ
گو طاعون ستر برس تک رہے۔ اس لئے کہ اس میں
خدا کا فرستادہ اور رسول تھا۔ صـ ۲۲۵-۲۲۶
و حاشیہ صـ ۲۲۵ و صـ ۲۳۰ و صـ ۲۲۷ و صـ ۳۰۴

۲ ۔ دیگر مذاہب کو چیلنج کہ جیسے خدا نے قادیان کا نام
خود لے لیا۔ اب اگر آریہ سچے ہیں تو وہ بنارس کے
لئے پیشگوئی کر دیں کہ ان کا پرمیشور اسے طاعون سے
بچا لیگا۔ سناتن دھرم امرتسر کی نسبت۔ عیسائی

کلکتہ کی نسبت ۔ میاں شمس الدین اور منشی الٰہی بخش
اکونٹنٹ مدعی الہام لاہور کے متعلق اور عبد الجبار اور
عبد الحق امرتسر کی نسبت اور نذیر حسین اور محمد حسین
دہلی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ
رہے گی ۔ ص ۲۳۰-۲۳۱

۳ - سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول
بھیجا ۔ ص ۲۳۱

۴ - مولوی محمد حسن صاحب جو مسیح ابن مریم کو آسمان سے
دوبارہ اتارتے ہیں ۔ وہ امرتسر کے طاعون سے محفوظ
رہنے اور قادیان میں تباہی پڑنے کے متعلق پیشگوئی
کردیں ۔ اس طرح صدق و کذب ظاہر ہو جائیگا
ص ۲۳۶-۲۳۷

۵ - ایڈیٹر پیسہ اخبار کے قادیان میں طاعون پڑنے
کے متعلق اعتراض کا جواب ۔

(الف) کہ ہم نے کبھی نہیں لکھا کہ قادیان میں طاعون
نہیں آئیگی ۔ پھر دافع البلاء کا اقتباس کہ
طاعون جارف قادیان میں کبھی نہ آئے گی ۔
ص ۳۸۷ و ص ۲۳۷

(ب) ایڈیٹر پیسہ اخبار اور بعض دوسرے جلد باز
ایڈیٹروں نے لکھا ہے کہ سات کیس طاعون کے
ہو چکے ہیں ۔ یہ تحریریں تین قسم کے واقعات کا
مجموعہ ہیں ۔ اوّل جن میں جھوٹی خبریں موت
کی شائع کی گئی ہیں حالانکہ وہ اب تک زندہ
موجود ہیں ۔ مثلاً مولوی حکیم نور الدین صاحب کی رشتہ دار
عورت جسے بعض نے آپ کی بیوی اور بعض نے ساس
قرار دیا ۔ اسی طرح مولا چوکیدار کی بیوی حالانکہ وہ
زندہ موجود ہے ۔ دوسرا طریق افتراء کا پیسہ اخبار نے
یہ اختیار کیا کہ فرضی نام لکھ کر ظاہر کیا کہ یہ قادیان
میں مرے ہیں اور ان کی دو مثالیں ۔ تیسرا طریق
افتراء کا یہ اختیار کیا کہ جو بعض فی الحقیقت مرے
تو ہیں لیکن کسی اور حادثہ سے نہ طاعون سے ۔ اور
ان کی مثالیں ۔ ص ۳۸۸-۳۹۳

(ج) بعض نے یہاں تک جھوٹ بولا گویا قادیان میں
طاعون جارف پھوٹ پڑی ہے اس کا جواب لعنة
اللہ علی الکاذبین ہے ۔ ص ۳۹۴

۶ - دارالامن ہونا ۔ سنت اللہ ہے کہ جس گاؤں یا
شہر میں خدا کی طرف سے مرسل آتا ہے تو وہ جگہ
نسبتی طور پر دارالامن ہو جاتی ہے ۔ اس میں ایسی تباہی
نہیں پڑتی جس میں لوگ پروانوں کی طرح مرتے ہیں
مگر موت کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا ۔ جیسے مکہ معظمہ
اور مدینہ منورہ میں ۔ ص ۳۹۴

۷ - قادیان سے متعلق الہام لولا الاکرام لهلک المقام
اور انه اوی القریة میں اس طرف اشارہ ہے
کہ اس گاؤں میں بڑے بڑے خبیث شریر ناپاک طبع
کذاب اور مفتری رہتے ہیں ۔ اس لئے قادیان سب سے
پہلے فنا کرنے کے لائق تھی ۔ مگر تیرے اکرام کی وجہ سے

انہیں تباہی سے بچاتا ہوں تا خدا کے کام میں حرج نہ ہو۔ اور اس کیلئے ایک جہاز کی مثال۔ ص ۳۹۴-۳۹۵

۸ ۔ انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار و احافظک خاصۃ ۔ خدا کی وحی نے قادیان کے متعلق ارادہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک عام طور پر گاؤں کے متعلق کہ وہ افراتفری اور ویران کرنے والی طاعون سے بچایا جائیگا۔ دوسرا یہ ارادہ کہ اس گھر کی خاص طور پر حفاظت کریگا اور طاعون سے بچائیگا۔ ص ۴۰۱-۴۰۲

۹ ۔ قادیان یروشلم ہے ۔ عہد قدیم میں ہے کہ جب مسیح موعود کے زمانہ میں تمام فرشتے دنیا کے یروشلم کو تباہ کردیں گے انہی دنوں میں طاعون پھوٹے گی ۔ اور اس دن جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح موعود ظاہر ہوگا ۔ اسجگہ یروشلم سے مراد قادیان ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دارالامان ہے ۔ خدا تعالیٰ نے جیسے اس اُمت کے خاتم الخلفاد کا نام مسیح رکھا ایسا ہی اس کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم رکھدیا۔ حاشیہ ص ۴۲۰

## قبر عیسےٰ

دیکھو "عیسیٰ کی قبر"

## قرآن مجید

۱ ۔ قرآن مجید کی پوشیدہ باریکیاں خدائے علیم کی طرف سے ظاہر ہوتی ہیں اور جسے ایسا ممتاز فہم عطا ہو وہ ولی اللہ ہے ۔ ص ۴۷

۲ ۔ قرآن مجید چار علوم کا جامع ہے ۔ علم المبدأ ۔ علم المعاد علم النبوۃ ۔ علم توحید الذات والصفات ۔ ص ۴۷

۳ ۔ قرآن بھی اپنے منزل علیہ کی طرح جامع جلال وجمال ہے اور توریت وانجیل کا نچوڑ اور آئینہ خدانما ہے ص ۱۲۰

۴ ۔ جو قرآن کے علاوہ کوئی اور سبیل اختیار کرے وہ اظلم ہے ۔ ص ۳۳۰

۵ ۔ آج آسمان کے نیچے بجز قرآن حمید کے اور کوئی کتاب نہیں ۔ ص ۲۴۰

۶ ۔ کلام اللہ کی محبت انسان کو جنت میں لے جاتی ہے ۔ ص ۲۶۵

۷ ۔ ان پر خدا کی لعنت ہے جو قرآن کی مثل لانے کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ وہ ایک ایسا معجزہ ہے جس کی مثل کوئی جن وانس نہیں لاسکتا ۔ اس کے معارف و محاسن کا انسانی علم جامع نہیں ہو سکتا ۔ اور وہ ایسی وحی ہے جس کی مثل اور کوئی وحی نہیں ص ۲۷۵-۲۷۹

نیز دیکھو "وحی"

۸ ۔ قرآن اور غیر قرآن کی مثال ایک بادشاہ عادل بلند ہمت اور ایک عامی کم فہم پست ہمت کی رؤیا سے اگرچہ رؤیا ایک ہی ہے لیکن تعبیر کے لحاظ سے وہ ایک نہیں ۔ اور تفصیل ۔ ص ۲۷۶-۲۷۷

۹ ۔ قرآن مجید کی تعریف اور یہ کہ ہم تلامیذ الفرقان ہیں اور اس کے دریا سے لبالب ہوئے ۔ اسی وجہ سے ہمارے کلام میں نور وصفا اور ہمارے نطق میں روشنی ،

## قساوت قلب



## قصیدہ



## ک

## کتب الٰہیہ کے انزال سے غرض

نا پسندیدہ راہوں پر لوگوں کو یقین آجائے ۔ پھر یقین کی برکت سے وہ اپنے خدا پر پورا ایمان لاویں نیکی کریں ۔ بدی سے پورے طور پر پرہیز کریں ۔
ص ۴۹۱ نیز دیکھو "شریعت"

## کرامات

کرامات معجزات کی اظلال ہیں ۔ ص ۶۳

## کرم دین (مولوی سکنہ بھیں)

ا ۔ ان کے خطوط بنام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نقل جس میں انہوں نے اپنے اخلاص کا بھی اظہار کیا ہے ۔ اور یہ سیف چشتیائی میں پیر مہر علیشاہ صاحب نے مولوی محمد حسن مرحوم کے نوٹ اپنے نام پر شائع کر کے نہایت سارقانہ کاروائی کی ہے ۔
حاشیہ ص ۴۵۳ - ۴۵۵

ب ۔ دوسرا خط بنام حکیم فضل دین صاحب ۔ حاشیہ ص ۴۵۶ - ۴۵۸

ج ۔ ان کا لکھنا کہ ان باتوں کا میری طرف سے ظاہر فرمایا جانا خلاف مصلحت ہے ۔ میں نہیں چاہتا کہ پیر صاحب کی جماعت مجھ سے ناراض ہو ۔ حالانکہ کاتم شہادت کے متعلق قرآن میں آثم قلبہ کی وعید موجود ہے ۔ ہم جرم اخفاء میں ان کے ممد نہیں ہو سکتے ۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ ۴۵۵

## کشف

کشف میں پنجتن پاک دیکھنا ۔ اور یہ کہ میرا سر بچوں کی طرح حضرت فاطمہؓ کی ران پر ہے ۔ حاشیہ در حاشیہ ص ۴۲۶

## کلام اللہ

۱ ۔ کلام اللہ کی محبت جنت میں لے جاتی ہے ۔ اور ڈھال کی طرح بچانے والی ہوتی ہے ۔ ص ۲۶۵

۲ ۔ خدا کا کلام اپنی قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدا کی طاقت سے خود یقین دلا دیتا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے ۔ ص ۴۶۴

۳ ۔ جیسے خدا کا دیدار اعلیٰ درجہ کی لذت کا سرچشمہ ہے ایسا ہی اس کی گفتار بھی لذت کا سرچشمہ ہے ۔ ص ۴۶۴ نیز دیکھو "وحی"

۴ ۔ خدا تعالیٰ کا کلام آسمان سے کبھی نازل نہیں ہوا مگر اس کے ساتھ اس تلوار کا جوہر شناس اور اتمام حجت کے لئے اس تلوار کا چلانے والا بہادر ساتھ بھیجا گیا ۔ ص ۴۶۹

۵ ۔ جب خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے تو اپنا کلام اس پر نازل کرتا ہے تب وہ کلام قائم مقام دیدار کا ہو جاتا ہے اور وہ انا الموجود کی آواز سنتا ہے ۔ ص ۴۷۳
و ص ۴۸۷ نیز دیکھو "مکالمات"

۶ ۔ تمام برکات اور یقین کی کنجی وہ کلام قطعی اور یقینی ہے جو خدا کی طرف سے بندہ پر نازل ہوتا ہے ۔ ص ۴۷۳

۷ ۔ کلام سے پہلے بندہ کا ایمان خدا پر کہ صانع ہونا چاہیئے تک محدود ہوتا ہے ۔ لیکن کلام کے بعد وہ ایمان کہ صانع موجود ہے ہی بدل جاتا ہے ۔ ص ۴۷۳
ص ۴۸۹ - ۴۹۰

(ج) محمد قہری اور جلالی نام ہے اور رحمٰن حقیقتِ محمدیہ
کا منبع ہے یا حقیقتہ محمدیہ حقیقتہ رحمانیہ کا مظہر ہے
جو جلال اور شانِ محبوبیت کا مقتضی ہے اور اس
کا ثبوت۔ ص ۱۱۱ - ۱۱۲، ص ۱۱۳

(د) صحابہ حقیقتِ محمدیہ جلالیہ کے مظہر تھے جو صفت
رحمانیہ کی مظہر ہے۔ اور ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے قتل
کرنا احسان میں داخل ہے اور اس کی مثالیں۔
ص ۱۱۳ - ۱۱۴

(ھ) اسم محمد صفت رحمٰن کا ظلّ ہے اور احمد نام
صفت رحیم کا۔ ص ۱۱۶ و ص ۱۲۳

(و) چونکہ محمدؐ انسان کامل تھے اس لئے آپ کا
رحمٰن و رحیم کا مظہر ہونا ضروری تھا۔ اسی وجہ
سے آپ کا نام محمد اور احمد رکھا گیا۔ ص ۱۱۷

۳۔ محمد صلعم کے خلق عظیم پر ہونے کا ثبوت آپ کا
رحمٰن و رحیم ہونا ہے۔ یہ دونوں نور اس وقت
دیئے گئے جبکہ آدم بین الماء والطین تھا۔
ص ۱۱۸ - ۱۱۹

۴۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے جبکہ آدم کا کوئی وجود
نہ تھا۔ خدا نور ہے۔ اُس نے نور پیدا کرنا چاہا
تو محمدؐ کو پیدا کیا اور دو نام دے کر اپنی دونوں
صفتوں میں شریک کیا۔ پس ہمارے نبی صلعم
موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے نور سے مرکب ہیں اسلئے
آپ کا نام محمد اور احمد رکھا اور جلال و جمال کے

نور کے وارث ہونے میں آپ کو منفرد بنایا۔
پس آپ خیر المحمودین اور خیر الحامدین ہیں اور آپ
کی شان کا ذکر۔ ص ۱۱۸ - ۱۱۹

۵۔ آپ کی امت میں سے بھی بعض محمد نام کے چشمہ
سے جو صفت رحمانیت سے جوش مارتا ہے اور
بعض نے اسم احمد کے چشمہ سے جو حقیقت رحیمیت
پر مشتمل ہے پیا۔ ص ۱۲۰ - ۱۲۱

۶۔ ہمارے نبی خیر الانام بوجہ خاتم الانبیاء و صفی
الاصفیاء ہونے کے خدا کو سب سے زیادہ
محبوب تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی دو
عظیم صفتوں کو ظلّی رنگ میں اکٹھا کر دیا۔ اور
اسم محمد اور احمد کے نام آپ کو عطا کئے۔
ص ۱۲۲ - ۱۲۳

۷۔ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے سے مراد یہ ہے
کہ آپ صفت رحمٰن کے مظہر ہیں کیونکہ رحیمیت
صرف مومنوں کے عالم سے مختص ہے۔
حاشیہ ص ۱۱۸

۸۔ ان دو ناموں کی تقسیم سے غرض امت کو دو گروہوں
میں تقسیم کرنا تھا۔ تا ایک گروہ موسیٰؑ کی مانند مظہر جلال
ہو۔ اور ایک گروہ کو عیسیٰؑ کی مانند بنایا۔ جو
مظہر جمال ہے۔ اور وہ مسیح موعود اور اس کی جماعت
ہے۔ اور ان کی پیشگوئیوں کا ذکر۔ ص ۱۲۴ - ۱۲۵

۹۔ آیت اشداء علی الکفار میں صحابہ جو مظہر اسم محمد تھے

ان میں نہ کوئی پاک تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں۔ نہ کوئی ان کیلئے تائیدی نشان دکھلا سکتے ہیں۔ ص ۴۶۳

**مدیر المنار** دیکھو "شیخ رشید رضا"

## مذہب

ا ۔ زندہ مذہب وہی ہے جس میں زندہ خدا کے انوار نمایاں ہوں جو بذریعہ زندہ نشانوں کے یقین کی راہ دکھاتا ہے اور جو مذہب ہمیشہ کیلئے یقینی وحی کے سلسلہ کو جو یقین کی راہ ہے بند کرتا ہے وہ مُردہ ہے ص ۴۶۹، ص ۴۷۴

ب ۔ مُردہ مذہب کی نشانی یہ ہے کہ تازہ کلام کا نور اس میں پایا نہیں جاتا۔ ان کے دل مُردہ رہتے ہیں نور یقین جو گناہوں کو جلاتا ہے ان کے نزدیک نہیں آتا۔ ص ۴۹۲

## مرہم عیسیٰ

اس کا ذکر رومیوں۔ یہودیوں۔ یونانیوں اور نصاریٰ کے اطباء کی شہادت سے ثابت ہے کہ مسیح کے زخموں کے لئے انکے حواریوں نے یہ مرہم بنائی تھی۔ شیخ بوعلی سینا نے بھی اپنی کتاب "قانون" میں یہی لکھا ہے۔ حاشیہ ص ۳۶۱

## مسلمان

ا ۔ عام مسلمانوں کے ضعف اور ان کی بُری حالت کا ذکر کہ اکثر ان میں سے دنیا کی طرف مائل۔ دل تقویٰ اور خوف خدا سے خالی۔ دلائل سے انہیں غرض نہیں۔ تلوار کو ہی تائید ملّت کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ اور شرائط جہاد پائے جاتے ہوں یا نہ جہاد کے شائق ہیں۔ ص ۱۹-۲۱، ص ۱۵۵-۱۵۷

ب ۔ مسلمانوں کا حال اور ان کی خرابیوں اور ان کا علاج۔ ص ۲۸۰-۲۸۱

ج ۔ (۱) مسلمان بادشاہوں کے حالات کا ذکر کہ وہ پوری طرح دنیا کی طرف مائل۔ شراب نوشی، راگ و رنگ اور نفسانی خواہشوں کے سوا انہیں کوئی اور کام نہیں۔ رعیت کے حال سے غافل۔ امور سیاسی اور مصالح الناس اور ضبط امور اور عقل و قیاس سے انہیں کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔ وہ خلفائے اسلام نہیں اور نہ انہیں کامل تقویٰ سے حصہ ملا ہے۔ خدا ان سے ناراض ہے اس لئے وہ باوجود کثرت عساکر کے شکست کھاتے ہیں۔ شریعت کی قید سے پوری آزادی چاہتے ہیں۔ آج خلافت کے تخت پر جسیم بلا مرح متمکن ہیں۔ ان کا وجود اسلام کے حق میں ایک بڑی مصیبت ہے۔ اُن کے دیگر افعال اور اعمال شنیعہ اور معصیت کا ذکر۔ وہ دین کے ناصر اور گمراہوں کے ہادی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ وہ تو مسلمانوں پر اللہ کے غضب کا اول سبب ہیں عیسائی بادشاہوں کے انکی حدود اور مملکتوں پر قابض ہونیکا باعث یہ نہیں کہ خدا ان پر رحیم ہے بلکہ اس لئے کہ وہ مسلمانوں پر ناراض ہے اور سنت الٰہی یہی ہے کہ خدا فاجروں کے مقابلہ میں کافروں کی تائید کیا کرتا ہے۔ وہ دعا اور عبادت کے تارک اللہ تعالیٰ کے عہدوں

اور حدود قرآن کے ناقض ہیں۔ اُن کے وزراء بھی خائن ہیں اور مخلص نہیں جو انہیں ان کی غلطیوں پر آگاہ کرتے اور ان کی دُو قسموں کا ذکر۔

ان کے متعلق نصاریٰ کے اہل الرائے کہتے ہیں کہ ان کے دن اب تھوڑے رہ گئے ہیں۔ ان کے نزدیک سلطان روم کے مرنے کے بعد اور کوئی سلطان نہیں ہوگا۔ انکے فسق و فجور اور عورتوں سے بے محابا عشق اور شہوات میں غرق ہونے کا ذکر نمازوں کے تارک۔ اگر ادا بھی کریں تو مساجد میں نہیں بلکہ گھروں میں عورتوں کی طرح ادا کرتے ہیں۔ ایسے گھر اور شہر جو فسق و فجور کے اڈے ہوں اُن پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور دوسری قوم کے ذریعہ تباہ و ویران کئے جاتے ہیں۔ ص ٢٨١ - ٢٩٥

(٢) مسلم بادشاہوں نے اپنے رب کو ناراض کرکے گمراہی کے طریق اختیار کئے ہیں۔ اسلام پر جو مصیبت آئی وہ انکی بدعملیوں سے آئی۔ کیونکہ اپنی ناپاک خواہشوں کے پیچھے انہوں نے اپنا دین کھو دیا لیکن میں تمہیں انکی ترک اطاعت اور بغاوت و قتال کے لئے نہیں کہتا بلکہ اللہ تعالیٰ سے ان کی اصلاح چاہو۔ دجّالی فساد کی وہ اصلاح نہیں کر سکتے۔ اور انکی حالت کے مطابق مثالیں۔ نصاریٰ کے مکائد اختیار کرنے تقویٰ اللہ کی تعلیم سے مُنہ پھیرنے میں انکی مثال ایک مرغ سے۔ حدود اللہ کو قائم نہیں کرتے۔ اسلام کی سرحدوں کو کفّار سے بچا نہیں سکتے۔ وہ حرمین شریفین کے محافظ نہیں بلکہ حرم انہیں بچا رہا ہے۔ اگر وہ سچی توبہ نہ کریں تو سزا سر پر کھڑی ہے۔ ص ٢٩٧ - ٣٠٠

(٣) مسلم بادشاہوں میں یہ بھی عیب ہے کہ وہ عربی زبان کی اشاعت نہیں کرتے بلکہ ترکی اور فارسی کی اشاعت کرتے ہیں۔ حالانکہ بلادِ اسلامیہ میں خدا اور اس کے رسول اور قرآن کی زبان شائع کرنی چاہیئے اور یہ ان کی تباہی اور وبال کا بڑا سبب ہے۔ ص ٣١١ - ٣١٢

نیز دیکھو "عربی زبان"

(٤) ہماری مراد سب مسلم بادشاہ نہیں۔ بعض ان میں سے صالح بھی ہیں جو لوگوں پر ظلم نہیں کرتے جیسے سلطان روم ہیں لیکن وہ خلیفہ نہیں۔ موجودہ بادشاہوں کی طرف خلافت منسوب کرنا اور انہیں خلیفہ کہنا ظلم اور جھوٹی بات ہے۔ ص ٣١٣ و حاشیہ

## د - عامة المسلمین سے خطاب :-

(١) اگر تم صالح ہوتے تو تمہارے بادشاہ بھی صالح بنائے جاتے۔ انکی مدح سرائی سے باز آؤ۔ تم اپنے مالکوں کی سچی خیر خواہی کرو۔ صرف برّ و تقویٰ میں ایک دوسرے کے مددگار ہو۔ ان کی بدکرداریوں سے انہیں آگاہ کرو۔ منافق نہ ہو۔ بخدا وہ اپنی رعیت کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ اور انکی قساوتِ قلبی اور بد طبائع کا ذکر۔ ص ٢٩٥ - ٢٩٧

(٢) مسلمان جنگل کے پیاسے یا اس مریض کی طرح ہو گئے ہیں جو سانس توڑ رہا ہے وغیرہ۔ ص ٣٠١ - ٣٠٣

(۳) عام مسلمانوں اور مسلم امراء کی حالت زار کا ذکر۔ ان کے حق کے منکر ہونے اور طاعون کے آنے۔ نشانوں کے ظاہر ہونے کا ذکر۔ اور ان کا کہنا کہ ہم تیرے وجود کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اور تیری وجہ سے طاعون آئی اور اس کا جواب۔ اور حفاظت قادیان کے نشان کا پورا ہونا۔ صفحہ ۳۰۳-۳۰۹ و صفحہ ۳۵۰

(۴) ان تمام مصائب کا جن میں دین اسلام مبتلا ہے علاج مسلم بادشاہ اور امراء نہیں کر سکتے۔ اور ان کی وجوہات کہ نہ ان کے پاس نور ہے جو فانی فی اللہ کے دل پر نازل ہوتا ہے اور نہ مقدسوں کا سا جذب دیا گیا ہے اور نہ ہی امور روحانیہ سے انہیں کوئی مناسبت ہے۔ روحانی انقلاب اور تزکیہ نفس اور اصلاح نفوس اور تہذیب اخلاق اور پادریوں کے اوہام سے بچانا وغیرہ ان کی طاقت سے بالا ہے۔ صفحہ ۳۰۷-۳۱۱

(۵) مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا ظاہر کیا۔ وہ آسمانی حربہ لے کر نازل ہوا تا دجال کو قتل کرے۔ پس خدا کی بات مانو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے اگر تم صدق کے ساتھ اس کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بدر یعنی چودھویں صدی میں مدد کی ہے جبکہ تم کمزور ہو اور یہ لیلۃ البدر لیلۃ القدر کی مانند ہے۔ پس میری طرف صحابہ کی طرح دوڑ کر آؤ۔ صفحہ ۳۴۱

(۶) عام مسلمانوں کی حالت ارتکاب معاصی وغیرہ میں ان کے اکابر کی طرح ہے۔ فسق و فحشاء، بخل و کینہ۔ شراب نوشی جوا بازی اور کوئی جرم نہیں جو ان میں نہ پایا جاتا ہو۔ ان میں چور۔ ڈاکو۔ مزوّر۔ پرستاران قبور اور دہریہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ ان کے جرائم میں شک ہو تو کسی داروغہ جیل سے دریافت کر لو۔ صفحہ ۳۵۰-۳۵۱

(۷) مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اختلاف کا ذکر۔ اور یہ کہ ان میں اتحاد خدائی ہاتھ سے ہو سکتا ہے۔ اور ان کا اکٹھا ہونا آسمان سے نفخ صور کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ صفحہ ۳۵۹ نیز دیکھو "صور"

(۸) چونکہ عہد نبوت پر تیرہ سو برس گذر گئے تم نے صدہا نشانوں کے ساتھ قرآن اُترتے نہ دیکھا۔ اب تو احتمالات کا زمانہ ہے۔ پھر تم کس راہ سے اپنے آپ کو عین یقین تک پہنچا سکتے ہو اور کس طریق سے دشمن کو بتلا سکتے ہو کہ خدا پر یقین لانے اور گناہ سے بچنے کیلئے تمہارے پاس ایسی چیز ہے جو اس کے پاس نہیں۔ روحانی تبدیلی کی علامات کا ذکر۔ اور وہ تم میں نہیں پائی جاتیں صفحہ ۴۷۰-۴۷۲

(۹) اگر تم جانتے کہ خدا کا تازہ بتازہ یقینی اور قطعی کلام تمہاری بیماریوں کا علاج ہے تو اس سے انکار نہ کرتے جو عین صدی کے سر پر تمہارے لئے آیا۔ صفحہ ۴۷۲

## ھ۔ مسلم علماء زمانہ کی حالت زار کا ذکر:-

(۱) علمائے وقت جو وارثان النبی ہونے کے مدعی ہیں وہ بھی

موجودہ مفاسد کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ میرا تجربہ ہے کہ اکثر ان میں سے اسلام کیلئے دوا نہیں بلکہ بیماری کے طور پر ہیں۔ وہ عالم باعمل نہیں۔ ناقص العقل زبان دراز۔ سخت دل۔ دوسروں کو نصیحت کرتے خود نصیحت نہیں پکڑتے۔ لوگوں کو ترک دنیا کا حکم دیتے خود سب سے زیادہ طالب ہیں جس کو چاہیں فرشتہ اور جس کو چاہیں خناس بنا دیتے ہیں۔ مخالف کی تکفیر کے عادی۔ اوقاف مساجد کھاتے اور یتامیٰ و مساکین کے حقوق تلف کرتے اور امامت کے شائق خواہ دوسرے ان سے اعلم اور اتقیٰ ہوں۔ جھوٹے فتوے لکھتے۔ مقامات حریری میں ابوزید سروجی اور مقامات ہمدانی میں ابوالفتح سکندری کے فرضی نام علماء کے حالات بیان کرنے کے لئے اختیار کئے گئے۔ وہ ادیب اور اہل قلم نہیں۔ نصاریٰ کے عقائد کے مؤید ہیں۔ قائل وفات مسیح کو کافر کہتے ہیں اور مسیح موعود کی تکفیر کرتے ہیں وغیرہ

ص ۳۱۲-۳۱۸ و ص ۳۲۰-۳۲۱

(۲) یہ علماء کہتے ہیں پادری تم سے اقرب الی الحق ہیں بخدا یہ وہ لوگ ہیں جن کے نہ قلم میں طاقت ہے نہ کلام میں قوت و شوکت۔ نہ روحانیت کی چاشنی نہ اخلاص۔ نہ اتقاء ہے نہ شک کرنیوالوں کی تسلی کر سکتے نہ معترضین کو خاموش کرا سکتے ہیں۔ مائل الی الارض اور متکبر ہیں۔ خدا کے نشانوں کی طرف توجہ نہیں دیتے صادقوں کی ان میں بو نہیں۔ دنیا سے راضی اور مطمئن ہیں دوسروں کو گنہگار اور فاسق کہتے حالانکہ خود معصیت سے لت پت ہیں۔ ان میں مصلح زمان کی شرائط مفقود ہیں اور پادریوں کے اسلحہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان سے نصرت دین کی توقع نہیں۔ نصرت دین نہایت ہی مشکل کام ہے پس ان کے ظاہری علماء کے لباس پر نہ جاؤ وغیرہ۔

ص ۳۲۱-۳۲۸

(۳) ان علماء نے میری دعوت اور میری کتب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اسلام کو مصائب میں دیکھتے ہوئے نہیں چاہتے کہ خدا کی طرف سے کوئی شخص مبعوث ہو گویا سورۃ نور پر ایمان نہیں لاتے اور فاتحہ کی قرأت پر آمین نہیں کہتے جو خدا کی طرف سے آیا اُسے مفتری اور کذاب کہتے ہیں۔ ص ۳۲۹

## و - علماء سے خطاب :—

(۱) غور کریں کہ سورۃ مزمل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ اور آیت استخلاف میں سلسلہ محمدیہ کو موسوی سلسلہ سے مشابہت دی گئی ہے۔ یہ مشابہت چاہتی ہے کہ اس کا آخر بھی اوّل کی طرح مشابہ ہو اور مسیح اس امت میں بھی ظاہر ہو۔ مگر وہ عیسیٰ نہیں کیونکہ وعدہ امت میں سے آنے کا ہے نہ کہ بنی اسرائیل سے۔

ص ۳۲۹-۳۳۱

(۲) کیا میرے جیسا شخص متقوّل ہو کر ساٹھ سال تک
مہلت دیا جا سکتا ہے۔ ہم نے قرآن پیش کیا علماء
اس طرف متوجہ نہ ہوئے۔ زمین و آسمان سے آیات
ظاہر ہوئیں۔ مگر یہ ان کے منکر ہو گئے۔ طاعون کا عذاب
آیا۔ صدی کا پانچواں حصہ گذر گیا۔ اور انا نحن
نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ بھول
گئے۔ تکذیب اور سب و شتم کی عادت اختیار کی۔
ص ۳۳۳-۳۳۲

(۳) ان کا دین روٹی اور روپیہ ہے۔ مسلمانوں کا ایک
گروہ مرتد ہو گیا۔ لیکن ان کے چشم پر غم کے آثار ظاہر
نہ ہوئے۔ اپنی عمریں تکفیر مومنین اور تکذیب
صادقین میں صرف کر دیں وغیرہ۔
ص ۳۳۴-۳۳۳ و ص ۳۳۶

(۴) پہلے میں انہیں اتقیاء سے خیال کرتا تھا۔ آخر
معلوم ہوا کہ وہ دیندار صالح نہیں۔ ان میں
ریا پائی جاتی ہے۔ سورج چاند کے گرہن سے بھی
فائدہ نہ اٹھایا۔ پادریوں کے مقابلہ میں انہوں نے
کچھ نہ کیا۔ ص ۳۳۶-۳۳۴

ز۔ مسلم اخبار نویسوں کا ذکر۔ یہ بھی غلطی ہے
اگر یہ خیال کیا جائے کہ اخبار نویس ان مفاسد کی
اصلاح کر سکتے ہیں۔ گو یہ صناعت بہت اچھی
ہے اور اخبار اور تاریخ نویسی کی ضرورت واضح
ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ حکومتوں کے اور
نہ اخیار کے حالات اور نہ اہل عقل کے افکار و
تجارب معلوم ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ
موجودہ اکثر اخبار نویسوں میں صدق اور امانت
و دیانت موجود نہیں۔ وہ جھوٹ لکھتے اور ذاتی
اغراض کے لئے تعریف اور مذمت کرتے ہیں وغیرہ۔
پس ان میں سے نیک کام کرنے والوں کو چھوڑ کر
ان سے نصرت دین کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی
ص ۳۴۲-۳۴۱

ح۔ مسلم فلاسفروں اور منطقیوں کا ذکر۔
اور اسی طرح منطق اور فلسفہ دان لوگ بھی اس زمانہ
کے مفاسد کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ گو یہ علوم مفید
ہیں مگر اس وقت کے فلاسفر اور حکماء اس بلاء کو
دور نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود مسلمانوں اور طالبین
اسلام کے لئے ایک بلاء ہیں۔ ص ۳۴۵

ط۔ مسلم پیروں اور گدی نشینوں کا ذکر۔
ہم مانتے ہیں کہ اس امت میں صلحاء کا گروہ بھی موجود
ہے۔ اگرچہ لوگ انہیں کافر کہتے اور ایذاء دیتے
ہوں مگر اس زمانہ کے اکثر پیر و مشائخ خدا کے
راستوں سے دور ہیں۔ ان کے فقر اور انقطاع الی اللہ
کے دعوے کے باوجود ان میں سوائے رقت قلب
اور آنسو بہانے کے کوئی کرامت نہیں پائی جاتی۔
بدعات کے مرتکب ہیں۔ ان کی مجالس میں رقص
و سرود اور گانا ہوتا ہے۔ اباحتی طریق اختیار کرتے

اور اُن میں تقویٰ مفقود ہے۔ ان کی خلافِ شریعت
عادات اور رسوم کا ذکر۔ نصاریٰ اور متنصّرین کے
حملوں اور فتنوں کا باعث ان علماء فقراء اور امراء
کا تغافل ہے۔ اس لئے ان کا گناہ ان پر ہے اپنے
اسلاف کی ہزاروں کرامات سُناتے ہیں۔ ان کے
ظاہری لباس اور شکل و شباہت کا ذکر۔
گویا وہ ابدال اور اقطاب ہیں۔ دیانت کا
اُن میں نام نہیں۔ شریعت سے وہم باقی ہے
اپنے پاس سے قسم قسم کے اوراد اور وظائف
بنائے ہیں۔ وہ دین سے مبتدع لوگوں کی طرح
نکل گئے۔ تلاوت قرآن سے انہیں مزامیر زیادہ محبوب
اور آیات اللہ کی نسبت شعروں سے زیادہ
رغبت ہے۔ وحدتِ وجود کے عقیدہ کی پناہ
لی تا وہ خدا کی طرح مانے جائیں۔ قرآن سے انہیں
کوئی خوشی نہیں ہوتی اور شعر سُنکر رقص کرتے ہیں۔
ص ۳۴۶ - ۳۵۰

ی - خارجی فتنوں کا ذکر۔ سب سے بڑا فتنہ الحاد
وارتداد کا ہے۔ پادریوں کا فتنہ اور گمراہ کرنے
کے لئے ان کا ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل
کا استعمال۔ مرتد مسلمانوں کے سید المعصومین
کو گالیاں دینے تحقیر و توہین کرنے اور ان کے
فتنوں کا ذکر۔ اور ایسے لوگوں کی تین اقسام
کا ذکر۔ ایک وہ جنہوں نے ظاہری طور پر اپنے باپ دادا
کو چھوڑ دیا ہے۔ دوسرے وہ جنکی شکل مسلمانوں کی ہے
لیکن ان کے دل جرائم الحاد سے مجذوم ہیں علوم جدیدہ
پڑھ کر ملحد بن گئے۔ نماز و روزہ کے تارک بلکہ
ادا کرنے والوں پر ہنستے اور حشر و نشر جنت و دوزخ
ملائکہ اور وحی پر ایمان نہیں رکھتے۔ تیسرے وہ
جو عیسائیوں کا لباس پہنتے نماز و روزہ سے فارغ
لیکن کہلاتے مسلمان ہیں۔ جو نصاریٰ کے سکولوں
میں پڑھتے اور انہیں کے مشابہ ہو جاتے ہیں۔
پھر عورتوں اور یتامیٰ کو مرتد بناتے ہیں۔ جو
مصطفیٰ صلعم کو گالیاں دیتے اور اوّل الکافرین
بن جاتے ہیں۔ ص ۳۵۱ - ۳۵۴

ک - اِن فتنوں کے علاج کا ذکر:-
(۱) ان فتنوں کی اصلاح نہ علماء کر سکتے اور نہ
انکی اصلاح انجمنوں اور سوسائٹیوں اور شوریٰ
وغیرہ سے ہو سکتی ہے بلکہ یہ وقت امام کا
وقت ہے جبکہ ضلالت کا غلبہ اور جہالت کا
طوفان برپا ہے۔ اسلام ضعیف ہو چکا ہے اور
خادمِ دین موجود نہیں۔ بلکہ اکثر گمراہیوں اور
عقائد میں نصاریٰ کی موافقت کرتے ہیں الغرض
وہ دوست نما دشمن ہیں۔ اور ان میں اتفاق و اتحاد
اور ان کی اصلاح خدائی ہاتھ سے ہو سکتی ہے۔
اور دونوں سلسلوں موسوی اور محمدی میں مطابقت
جیسے عیسےٰ کو سلسلہ موسویہ کے اختلاف کے وقت

بھیجا تھا اسی طرح خدا تعالیٰ نے سلسلہ مثیلِ موسیٰ میں فتن صلیبیہ کے وقت مسیح موعود بنا کر بھیجا - دونوں سلسلوں میں مشابہت کا ذکر وغیرہ - ص ۳۵۴ - ۳۶۰

## مسیح موعودؑ

۱ - تعارف اور دعویٰ -

(الف) میں عباد الرحمٰن میں سے خدا کی طرف سے ایک مامور بندہ ہوں جو بوقت ضرورت حسب وعدہ مبعوث ہوا ہوں - ص ۷ - ۸

(ب) خدا تعالیٰ نے تلواروں کے ساتھ نہیں بلکہ نشانات کے ساتھ بھیجا ہے اور سیف و سنان کی جگہ مجھے برہان و بیان عطا فرمائے ہیں ص ۲۲

(ج) سادات میں سے اور فارسی الاصل ہونا

(i) میرے اجداد کی تاریخ سے ہماری ایک دادی شریف خاندان سادات میں سے ہونا ثابت ہے - حاشیہ ص ۲۱۳

(ii) حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے مراد میں ہوں - اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں - اور بنو فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں - اور کشفی حالت میں حضرت فاطمہؓ کا مادر مہربان کی طرح آپ سے معاملہ کرنا - ص ۲۱۳ حاشیہ و ص ۲۱۴ و حاشیہ در حاشیہ ص ۲۲۶

(iii) میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی - لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے - ص ۲۱۶

(iv) اگرچہ میں علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں اور الہامات کا ذکر - حاشیہ در حاشیہ ص ۲۲۶

(د) اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو جس طور سے چاہا ظاہر کیا - پس اپنے رب کی بات مانو - خواہشات کی پیروی نہ کرو - اور مہدی ضالین کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوا - ص ۳۲۸ - ۳۳۹

(ھ) دعویٰ - میں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں - میں خدا کی طرف سے مامور ہوں - میرا دعویٰ بے وقت نہیں ہے بلکہ بارانِ بہار کی طرح ہے جو وقت پر برستی ہے - ص ۸ - ۹

(و) میں منصورِ خدا ہوں جو علم فرقان اور ادب سے پُر کیا جاتا ہے - میری دعا پتھر کو گداز کر دیتی ہے - ص ۶۰

(ز) میں مسکینوں کے رنگ میں آیا ہوں - میرے ساتھ قادر خدا ہے - ومن بارزنی فقد بارز الله رب العالمین - ص ۳۰

(ح) خدا کی قسم اُس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے - زمین و آسمان نے میرے خلیفۃ اللہ ہونے کی گواہی دی - ص ۲۱۰

(ط) مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر آسمانی حربہ

کے ساتھ نازل ہوا تاکہ اسے باب اللّٰد پر قتل کرے
دوسرا شہر جس میں میری بیعت ہوئی لدھیانہ ہے
اور حدیث بباب اللّٰد میں اللّٰد لدھیانہ
کا مخفف ہے۔ اور الہام ولقد نصرکم اللّٰہ
ببدر وانتم اذلّۃ میں اسی طرف اشارہ ہے
ص ۳۴۰-۳۴۱ مع حاشیہ ص ۳۴۱

(ک) حلفیہ بیان کہ میں ہی مسیح موعود ہوں
جو رحمٰن خدا کی طرف سے دین کیلئے بطور ڈھال
کے ہے۔ موسوی اور محمدی سلسلہ میں مشابہت
کا ذکر۔ اس لئے سلسلہ محمدیہ میں مثیل عیسیٰ کا
آنا ضروری ہے پس عمل اور ایمان میں موجودہ
فساد کی اصلاح تم سے نہیں ہو سکتی حقیقی سکینت
مامورین الٰہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ اور
ان کا کلام حکمت اور موعظہ حسنہ ہوتا ہے زمین
کی اصلاح ہمیشہ آسمانی پانی سے ہوتی ہے۔
اور وہ پانی اللّٰہ تعالیٰ کی وحی ہوتا ہے۔
ص ۳۷۵-۳۷۶

(ل) میں خدا کی وحی سے بولتا ہوں۔ ص ۴۰۲

۲۔ غرض بعثت مسیح موعودؑ۔

(الف) امت اسلامیہ سے پراگندگی اور تفرقہ دور کروں۔
کتاب اللّٰہ اور آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر جو
حملے کئے جاتے ہیں انہیں دور کردوں اور شریعت
کو قائم کردوں۔ ص ۸

(ب) اس زمانہ کے مفاسد کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ
نے مجھے بھیجا ہے۔ ص ۹

(ج) اسلام کی دیواروں کے گرنے سے پہلے اُن کی
مرمت اور اصلاح کروں۔ ص ۲۹

(د) ضعف اسلام کے وقت اللّٰہ تعالیٰ نے مسیح موعود
کو اس لئے بھیجا کہ تا حشر اور بعث اور قیام
اور یوم الدین کا نمونہ دکھلائے۔ ص ۱۵۳

(ھ) خدا نے اپنے بندے کو اتمام حجت کے لئے
مبعوث کیا۔ ص ۶۳

۳۔ مسیح موعود اور علماء

دیکھو "علماء اور مسیح موعود"

۴۔ مسیح موعود کے معجزات

(الف) بیان اور معارف میرے معجزات میں سے ہیں
اور میری تلواریں میرے نشانات اور کلمات ہیں
اور میں نے اپنے بعض دشمنوں کو یہ اعجاز دکھانے کے
لئے دعوت بھی دی۔ لیکن کوئی مقابلے میں نہ آیا
ص ۲۳ - ۲۴

(ب) معارف قرآنیہ اور فصاحت و بلاغت بطور
معجزہ مجھے عطا ہوئے ہیں۔ اگر تم منکر ہو اور
تمہیں قرآن کا علم دیا گیا ہے تو میرے مقابلہ میں
بیٹھ کر فی البدیہہ تفسیر لکھو۔ لیکن کسی کو مقابلہ
میں آنے کی جرأت نہ ہوئی اور پیر مہر علیشاہ کا ذکر
ص ۲۳-۲۴ نیز دیکھو "مہر علیشاہ"

(ج) عنایات خداوندی سے میرے کلام کو معجزہ بنایا گیا ہے۔ اگر علماء کا ایک لشکر بھی تفسیر قرآن اور فصاحت و بلاغت میں مقابلہ کے لئے آئے تو غلبہ اور فتح مجھے حاصل ہوگی۔ مگر ان ملکوں کے کسی عالم کو میرے مقابلہ میں آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ص ۳۰-۳۱

(د) اس معجزہ سے بڑا کونسا معجزہ ہے جو قرآن کا ظلّ ہو۔ اور خارق عادت اور انسانی طاقت سے باہر ہونے کے لحاظ سے کلام اللہ کے مشابہ ہو۔ یہ مقام متقیوں اور صالحین اور مطہرین کو عطا ہوتا ہے نہ فاسقین کو۔ ص ۴۷-۴۸

(ھ) خدا نے اپنے بندے کے کلام میں اعجاز ودیعت کیا۔ تا وہ کلام معجزہ نبویہ کا ظلّ ہو۔ اس سے کلام الٰہی کی منقصت لازم نہیں آتی کیونکہ کرامات معجزات کی اظلال ہیں۔ ص ۶۳

(و) ساری قلمیں خدا کے قبضے میں ہیں۔ اور وہ کتاب مبین کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ پھر یہی قلمیں آنحضرت صلعم کی قدر پر مقربوں کو عطا ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ معجزات کرامات کے مقتضی ہیں۔ تا ان کا اثر قیامت تک باقی رہے۔ ص ۲۷۴

(ز) بلاغت۔ میری بلاغت ذہنوں کے زنگ دور کرتی اور مطلع حق کو نور برہان سے روشن کرتی ہے اور میں رحمٰن کے بلائے بولتا ہوں۔ اس لئے دنیوی شخص میرے مقابل پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ ص ۲۶۸

(ح) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں کو بطور ظلیت آپ کی نعمتیں دی جاتی ہیں۔ اور ان میں خاتم النبیین صلعم کی صورت ہی نمودار ہو جاتی ہے۔ اور ان سے جو افعال خارق عادت یا پاک نوشتوں سے مشابہ اقوال تم دیکھتے ہو وہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ سید الخلق کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ص ۲۷۵

(ط) جو شخص مسلسل بے روک آمد پر قادر ہے اس کا تو بہرحال یہ معجزہ ہے کہ امور علمیہ اور حکمیہ اور معارف و حقائق کو بلا توقف رنگین اور بلیغ و فصیح عبارتوں میں بیان کر دے۔ ص ۴۴۳

(ی) آپ کے معجزات اور پیشگوئیاں اکثر گذشتہ نبیوں کے معجزات کی نسبت ہر ایک پہلو سے بہت قوی اور زیادہ ہیں۔ ایک جلسہ کرو اور ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سنو۔ اگر ممکن ہو تو باستثناء ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا کے کسی نبی یا ولی کے معجزات ان کے مقابل پیش کرو۔ مگر یاد رکھو کہ میرے معجزات اور پیشگوئیوں کی نظیر کمیت و کیفیت اور ثبوت کے لحاظ سے ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ ص ۴۶۲

(ک) آپکے معجزات سے پہلے نبیوں کے معجزات جو

منقولات اور قصوں کے رنگ میں سچے سچے ثابت ہو رہے ہیں۔ ص ۲۶۲

## ۳ - مسیح موعود کی صداقت۔

(ا) میری وحی کا زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدت وحی کے مطابق ہو گیا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی صداقت کی دلیل گردانا ہے۔ اس آیت کے مفہوم کے متعلق الہام قل ان الھدیٰ ھدی اللہ۔ ص ۲۰۳

(ب) اپنے لئے دعا کہ اے خدا میرے دل پر نزول فرما وغیرہ۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے دشمن مخلص اور صادق ہیں تو مجھے کذابوں کی موت دے۔ اور اگر میں تیری طرف سے ہوں تو میری نصرت فرما۔ ص ۲۰۳

(ج) جس طرح آپ کو اللہ تعالےٰ نے قادیان کے طاعون جارف سے محفوظ رہنے کا وعدہ دیا۔ اسی طرح دوسرے مذاہب والے بھی کسی شہر کا نام لے کر اعلان کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ مولوی احمد حسن صاحب امروہہ کے متعلق اعلان کر دیں۔ مگر یاد رہے اس مسیح کا کا فرکش دم ضرور امروہہ تک بھی پہنچیگا۔ اگر احمد حسن صاحب کے قسم کے ساتھ اشتہار شائع کرنے کے بعد تین جاڑے ان سے گذر گئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ اگر کوئی قسم کھا کر کہیگا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہیگا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا۔ اکابر علماو اور مدعیانِ الہام کا ذکر کر کے ان کو تحدی کہ وہ ضرور کسی مقام کی نسبت اشتہار دیں ورنہ وہ اپنے کاذب اور مفتری ہونے پر مہر لگا دیں گے۔ ص ۲۳۸

### (د) تائید الٰہی۔

(۱) خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ اور کوئی نہیں جو میرے مقابلے پر ٹھہر سکے۔ ص ۲۱۰

(۲) اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ خدانے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ ص ۲۴۱

## ۴ - مسیح موعود کا ذکر قرآن میں۔

(ا) موسیٰؑ نے اپنے مثیل محمدؐ کا ذکر کر کے آپ کے صحابہ کا ذکر اشداء علی الکفار کہہ کر کیا۔ اور عیسیٰؑ نے آخرین کا ذکر کزرع اخرج شطأہ کہہ کر کیا جو مسیح موعود کی جماعت ہے اور مسیح موعود کا نام تصریح کے ساتھ احمد ذکر کیا۔ دونوں نے اپنے اپنے مثیل کا ذکر کیا۔ ص ۱۲۶ - ۱۲۸

(ب) سورۃ تحریم میں پیشگوئی کہ امت میں سے ایک کا نام مریم

ہوگا پھر ترقی کرکے عیسیٰ ہوگا۔ اس طرح وہ ابن مریم کہلائیگا۔ اور وہ مَیں ہوں۔ اور ان الہامات کا ذکر جن میں پہلے آپ کو مریم اور پھر عیسیٰ کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ ص ۵۴۱

۵ - مسیح موعود کے اسماء

(ا) مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کا مظہر بنایا۔ اور وہی مہدی معہود ہے۔ کیونکہ اسم عیسیٰ اور اسم احمد ماہیت اور طبیعت کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔ اور کیفیت کے لحاظ سے جمال اور ترک قتال پر دال ہیں۔ ص ۱۱۱-۱۱۲ و ص ۱۵۱

(ب) مسیح موعود اسم احمد کا وارث ہے جو مظہر رحیمیت اور جمال ہے۔ پس مسیح موعود مع اپنی جماعت کے صفت رحیمیت اور احمدیت کے مظہر ہیں تا و اٰخرین منھم کا قول پورا ہو۔ اور مظاہر نبویہ کی حقیقت تام ہو۔ ص ۱۱۴-۱۱۵

(ج) مسیح موعود کے نام غلام احمد میں اشارہ ہے کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ص ۱۴۳

(د) الہام ففھمناھا سلیمان میں سلیمان سے مسیح موعود مراد ہے۔ ص ۲۳۶

۶ - مسیح موعود کی سیرت

(ا) تواضع وانکسار۔ بخدا میں اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا۔ میری مثال تو ایک مُردہ کی ہے جو خاک میں آلودہ ہے۔ یا ویران مکان کی طرح ہے۔ لوگ مجھے کچھ چیز سمجھتے ہیں مگر مَیں کچھ نہیں ہوں۔ نہ میں دشمنوں کو مقابلہ کے لئے بلا سکتا تھا۔ مگر یہ سب میرے خدا کی اعانت اور اس کی طرف سے ہے اور مَیں تو اپنے رب کیلئے بطور سایہ ہوں۔ ص ۲۹

(ب) مَیں یہ نہیں کہتا کہ مَیں دوسروں سے زیادہ عالم ہوں۔ یا مَیں ادیبوں سے ہوں۔ یا ادب کے انتہائی مرتبہ پر فائز ہوں۔ مَیں تو شہر ادب میں ایک مسافر کی مانند ہوں۔ ص ۶۱ - ۶۲

(ج) اللہ تعالیٰ نے میری تربیت کی اور تزکیہ کیا اور اپنی محبت میرے دل میں ڈالی۔ یہاں تک کہ میں لوگوں کی دشمنی اور محبت اور ان کی مدح اور مذمت سے بالا ہوگیا۔ اور دیگر خصائل وکمالات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے۔ اور مخالفین کا ذکر۔ ص ۱۹۸ - ۲۰۲

۷ - مسیح موعود کا امت محمدیہ سے ظہور

(ا) جب دعا یہ سکھائی کہ ہم بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح بنیں تو اسرائیلی مسیح کیسے مسیح موعود ہو سکتا ہے؟ ص ۱۸۳ - ۱۸۴

(ب) جب مسیح وفات پا چکا۔ اور وفات یافتہ از روئے قرآن واپس نہیں آسکتا اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ نور نے بتایا کہ یہ امت ظلّی طور پر بنی اسرائیل کے نبیوں کی وارث ہے تو لازمی طور پر مسیح موعود کا ظہور

اس امت میں سے اسی طرح ضروری ہؤا جیسے کہ ابنِ مریم موسوی سلسلہ کے آخر میں ظاہر ہوئے۔ ص۱۸۶

(ج) دونوں سلسلوں میں خلافت کے لحاظ سے تشابہ کا ذکر اور جیسے چودھویں صدی کے بعد مسیح آیا اسی طرح اس امت میں بھی اتنی ہی مدت گذرنے کے بعد مسیح کا آنا ضروری ہؤا۔ اور قرآنی آیت و لقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ سے استدلال۔ ص۱۸۷-۱۸۸ و ص۳۵۹-۳۶۰ و ص۱۲۱-۱۲۲ و ص۱۵۱-۱۵۲ نیز دیکھو "تفسیر"

(د) مشابہت تامہ تبھی ہو سکتی ہے کہ سلسلہ محمدیہ میں بھی موسوی سلسلہ کے آخر میں مسیح کی طرح ایک مسیح ظاہر ہو۔ آسمان سے کسی نبی کے آنے کی خبر نہیں دی گئی۔ اگر آئے تو اس کا آنا خلافِ وعدہ مندرجہ آیت استخلاف ہو گا ص۱۸۸-۱۸۹

(ھ) سورۃ فاتحہ بھی مسیح موعود کے اسی امت میں سے آنے کی بشارت دیتی ہے۔ ص۱۸۸

۸ - مسیح موعود کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی صفات اربعہ مندرجہ سورۃ فاتحہ کا ظہور

(الف) مسیح موعود کا زمانہ یوم الدین ہے جس میں دین زندہ ہو گا چنانچہ اس زمانہ میں خدا نے امت کی تربیت کی۔ اور رحمانیت اور رحیمیت کے فیوض کثرت سے نازل کئے اور مالک یوم الدین کی صفت کی تجلی کے لئے مسیح موعود کو حَکَم اور آسمانی بادشاہت کا تائید غیبی اور آیات سے مظہر بنایا۔ ص۱۴۷-۱۴۸ و ص۱۵۳ و ص۱۶۴

(ب) زمانہ مسیح موعود میں صفات اربعہ ربوبیت اور رحمانیت کا انسان و حیوان کے لئے جسمانی لحاظ سے ظہور۔ اسباب و وسائل اور صنائع و عجائب کی ایجاد۔ اور ہر بات میں تجدد گویا دنیا بدل گئی ہے اسی طرح ربوبیت رحمانیت رحیمیت امور دینیہ میں متجلی ہے۔ اور تبلیغ و اشاعت علوم دینیہ آسان ہو گئی ہے۔ خدا سے طالبین کی سکینت کے لئے آیات کا نزول۔ مثلاً رمضان میں خسوف و کسوف اور اونٹنیوں کا بیکار ہونا۔ نہروں کا جاری ہونا۔ زمین کا پوشیدہ خزائن باہر نکال دینا وغیرہ۔ اور اس کی رحیمیت ہے کہ ہم کتب دینیہ چند دنوں میں چھاپ سکتے اور چند گھنٹوں میں انتہائے زمین کی اخبار معلوم کر سکتے ہیں۔ ہر نیکی کے بے انتہا دروازے ہم پر ان تین صفات کے زیر تجلی کھولے گئے ہیں۔ پھر کثرت اموات اور گمراہی کے زہر سے لوگوں کی روحانی موت - یا حشر و نشر دروازے پر ہے اور بلا شک یہ روز یوم الدین - یوم الحشر اور یوم مالکیت ربّ السماء والارض ہے اور یوم مسیح موعود ہے۔ ص۱۵۹-۱۶۴

۹ - مسیح موعود کی نبوت

(الف) میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے

نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ ص۲۰۸ و حاشیہ ص۲۱۱ و ص۲۱۲

(ب) نبوت سے انکار و اقرار۔ جس جس جگہ میں نے نبوت و رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے۔ ص۲۱۰-۲۱۱ و ص۲۱۲ و ص۲۱۶ نیز دیکھو زیر "نبی"

(ج) "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ص۲۱۱

۱۰۔ مسیح موعود کا اپنی وحی پر ایمان

دیکھو "وحی"

۱۱۔ مسیح موعود اور مسیح ناصری

امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے۔ اور اس کے نام غلام احمد میں اشارہ ہے کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا ص۲۲۳

۱۲۔ مسیح موعود کے ساتھ کوئی اور رسول نہیں

(ل) گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے جیسے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا۔ اسی طرح اس جگہ بھی سب ایک ہی ہادی کے پیرو ہیں۔ کسی اکو حق نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلا دے۔ ص۲۴۱-۲۴۲

(ب) میرے بعد کوئی مسیح نہیں فلا مسیح بعد نا الیٰ یوم القیامۃ نہ آسمان سے نہ غار سے مگر میری اولاد سے جس کے متعلق یتزوج و یولد لہ میں وعدہ ہو چکا ہے۔ ص۷۳

۱۳۔ مسیح موعود کے ساتھ فرشتوں کا نزول

ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہزارہا فرشتوں کے ساتھ ہے۔ ص۲۴۲

۱۴۔ مسیح موعود اور آپ کے انصار۔ خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں۔ میرے نزدیک

اور میرے خدا کے نزدیک اِن کی نصرت ثابت ہو چکی ہے۔ ص ۲۴۲

۱۵ - مسیح موعود کا غلبہ - چونکہ میں خدا کا رسول ہوں مگر بغیر کسی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے۔ اس لئے مطابق آیت کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسلی میرے مخالف شکست کھائیں گے۔ اور میں ہی غالب آؤں گا۔ ص ۳۸۰ - ۳۸۱

۱۶ - مسیح موعود اور اہل دنیا - خدا کے نشانوں نے مجھ میں وہ یقین اور بصیرت و معرفت کا نور پیدا کیا جو مجھے اس تاریک دنیا سے ہزاروں کوس دُور کھینچ کر لے گیا۔ اب اگرچہ دنیا میں ہوں مگر دنیا میں سے نہیں ہوں۔ اگر دنیا مجھے نہیں پہچانتی تو تعجب نہیں کیونکہ ہر ایک چیز جو بہت دُور ہے۔ اور بہت بلند ہے۔ اس کا پہچاننا مشکل ہے۔ میں کبھی امید نہیں کرتا کیونکہ دنیا نے کبھی کسی راستباز سے محبت نہیں کی ص ۴۱۲

۱۷ - مسیح موعود اور امام حسینؓ - سرور انبیاء صلعم نے مسیح موعود کا نام نبی اللہ اور رسول رکھا ہے۔ اور اس کو سلام کہا ہے اور اپنا دوسرا بازو قرار دیا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی اور اس کو تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھیرایا ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے اس لئے وہ امام حسینؓ سے افضل ہے۔ ص ۴۲۶ - ۴۲۸

۱۸ - مسیح موعود کی انشاء پردازی میں اعجاز نمائی

(ل) جب میں عربی یا اردو میں یا فارسی میں لکھتا ہوں تو خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی انشاء پردازی کے وقت اپنی نسبت دیکھتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے ہمیشہ میری تحریر دو حصوں پر منقسم ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلۂ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اس کو لکھتا جاتا ہوں۔ مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے جو معجزہ کے طور پر ہوتی ہے۔ مثلاً جب سلسلہ عبارت میں بعض الفاظ کی حاجت پڑتی ہے تو وہ لفظ وحی متلوّ کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ڈالتا اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت میں اپنی حِس سے غائب ہوتا ہوں اور اس کی مثال - عربی تحریروں کے وقت صدہا بنے بنائے فقرات وحی متلوّ کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں یا کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے۔ ص ۴۲۴ - ۴۲۵ نیز دیکھو "وحی"

(ب) یہی راز ہے جس کی وجہ سے میں ایک دنیا کو معجزہ عربی بلیغ کی تفسیر نویسی میں مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ ورنہ ابن آدم کی کیا

حقیقت کہ غرور اور تکبر کی راہ سے ایک دنیا کو اپنے مقابل پر بلائے پس ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالیٰ کی تائید سے اس انشا پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے۔ تا معارف حقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔ ص ۴۳۶ - ۴۳۷

(ج) خدا تعالیٰ کا مسلسل تقریر میں کسی کتاب کا کوئی عمدہ فقرہ اپنے بندے کے دل پر بطور وحی القاء کرنا اس عبارت کو اعجازی طاقت سے باہر نہیں کر سکتا۔ باہر تب ہو کہ جب دوسرا شخص اس کی مثل پر قادر ہو سکے۔ ص ۴۳۷

## ۱۹۔ مسیح موعود کی عربی تصانیف ۔عربی فصیح بلیغ

میں بطلب مقابلہ بائیس کتابوں کا ذکر جو تصنیف و شائع ہو چکی ہیں۔ اور انکے اسماء۔ ص ۴۳۹ وحاشیہ

## ۲۰۔ مسیح موعود کی طرف سے عربی میں تفسیر نویسی کیلئے چیلنج اور فی غلطی نکالنے پر پانچ روپیہ انعام

(ا) قریباً دس برس سے عربی تالیفات کے مقابل تالیف پیش کرنیکا مطالبہ ہو رہا ہے۔ مگر کفار مکہ کی طرح لو نشاء لقلنا مثل ھٰذا کا جواب ملتا ہے مگر کوئی کتاب نہیں لکھ سکے۔ ہم نے کئی مرتبہ اشتہار دیا کہ مقابلۃً عربی لکھو۔ پھر عربی دان منصف کہہ دیں کہ تمہارا رسالہ فصیح و بلیغ ہے تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائیگا۔ اور میں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معنیً اعلیٰ ثابت ہوئی تو اس وقت اگر میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دونگا۔ ص ۴۴۰ - ۴۴۳

(ب) مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے بالمقابل کوئی دوسرا شخص خواہ مولوی ہو یا کوئی فقیر گدی نشین ایسی تفسیر ہرگز نہیں لکھ سکے گا۔ پیر مہر علیشاہ تفسیر بالمقابل لکھکر اپنی کرامت دکھلاویں ص ۴۳۱ - ۴۳۲ و ص ۴۴۴

## ۲۱۔ مسیح موعود پر ایمان ۔تازہ پیشگوئیوں اور معجزات

کی وجہ سے جو شخص مجھے قبول کرتا ہے وہ تمام انبیاء اور انکے معجزات کو بھی نئے سرے سے قبول کرتا ہے اور جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا اس کا پہلا ایمان بھی قائم نہیں رہیگا۔ خدا نمائی کا آئینہ میں ہوں۔ ص ۴۶۲

## ۲۲۔ مسیح موعود اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ

(ا) اس سوال کا جواب کہ جو کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے وہ حدیث النفس یا شیطانی القاء نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک شوکت اور لذت و تاثیر ہے۔ ص ۴۶۳

(ب) معجزات اور آسمانی تائیدوں کا مشاہدہ کرنے سے پہلے خدا کی کلام سے ہی میں اس کی طرف کھینچا گیا۔ نہاں در نہاں خدا نے میری روح پر ابتداء میں محض کلام سے تجلّی کی اور اس کلام کی تاثیرات کا ذکر ص ۴۶۴ - ۴۶۵

(ج) خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوتا ہے وہ میری روحانی والدہ ہے جس سے میں پیدا ہوا۔ اور بچہ کی طرح اسکی گود میں پرورش پائی۔ اور اس کی روشنی میں آخر منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ ص ۴۶۵

(د) میں اسے اسی طرح خدا کا کلام جانتا ہوں جیسے میں زبان سے بولتا اور کانوں سے سنتا ہوں۔ وہ ان زبانوں میں نازل ہوا جن کو میں نہیں جانتا۔ وہ کلام جس نے معجزہ کی طاقت دکھلائی قوی کشش اور

ہزارہا امورِ غیبیہ اس نے ظاہر کئے اور معجزات کا ذکر ص ۴۶۶ و حاشیہ

(ھ) مکالمات کی حالت میں معرفت میں ترقی ہوتی ہے۔ بندہ کی دُعا کا خدا جواب دیتا بعض دفعہ پچاس پچاس دفعہ بلکہ تمام رات یا قریباً تمام دن ہر ایک دُعا کا جواب پاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ ایسی زبانوں میں جنکا ملہم کو علم بھی نہیں ہوتا۔ پھر اس کے نشانوں کی بارش اور معجزات اور تائیدوں کا سلسلہ ہوتا ہے۔ پھر خدا کے ایسے کلام میں ملہم کو کیوں شک ہو۔ ص ۴۷۲

(و) جب خدا اپنے کسی بندہ کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے تو اپنے مکالمات کا اُسے شرف بخشتا ہے ص ۴۷۳

(ز) صالح کے درحقیقت موجود ہونے کا مرتبہ بجز مکالمات الٰہیہ کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ص ۴۷۳

(ح) قرآن مجید کا معجزہ کے طور پر اثر بغیر اثر دکھلانے والے کے نہیں ہو سکتا۔ اور وہ وہی ہو گا جس کو یقینی طور پر نبیوں کی طرح خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ نصیب ہو گا ص ۴۸۶

(ط) تمام برکات اور یقین کے حصول کا ذریعہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ اور انسان کی شکوک و شبہات سے بھری ہوئی زندگی بجز مکالماتِ الٰہیہ کے سرچشمہ صافیہ کے یقین تک ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔ ص ۴۸۶

(ی) خدا کا وہ مکالمہ یقین تک پہنچاتا ہے جو یقینی اور قطعی ہو جس پر ہر ایک ملہم قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ وہ اُسی رنگ کا مکالمہ ہے جو آدمؑ شیثؑ نوحؑ ابراہیمؑ ...... اور سب سے اتم اور اکمل طور پر حضرت محمد صلعم سے ہوا۔ ص ۴۸۶

(ک) سب سے بڑا انعام یقینی مخاطبات اور مکالمات کا انعام ہے۔ ص ۴۸۸

۲۳- **مسیح موعود اور آدمؑ میں مشابہت** - خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا۔ تا آخر کو اول سے نسبت ہو۔ نیز توام ہونے میں بھی مشابہت تھی۔ اور اسکی تفصیل۔ اور یہ کہ میں روحانی طور پر بغیر باپ اور ماں کے ہوں۔ کیونکہ نہ کوئی مرشد رکھتا ہوں جو بجائے باپ ہو اور نہ خاندان نبوت جو بجائے ماں کے ہے۔ لیکن عیسیٰ میں یہ دونوں باتیں نہیں پائی گئیں۔ اور آدم کی طرح خونریزی کی تہمت میرے پر لگائی گئی۔ یہ بھی مسیح پر نہیں لگائی گئی۔ اور آدم کی طرح میں جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں۔ مگر عیسیٰ میں محض جمالی رنگ تھا۔ اس لئے میں آدم کے لئے مظہر اتم ہوں۔ نوع انسان کے بلحاظ وضع دوری ایسا ہونا ضروری تھا تا دائرہ خلقتِ انسان پورا ہو جائے۔ ص ۵۰۴-۵۰۵

۲۴- **مسیح موعود اور بیماری** - جب دوسری شادی کے متعلق مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ تو اس وقت میرا دل دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا۔ اور علاوہ ذیابیطس اور دورانِ سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بکلی دُور نہیں ہوا تھا۔ ص ۵۸۷

## مصر

ا - سید الوریٰؐ نے مصر کو عرب میں شامل نہیں فرمایا ص ۲۵۵

ب - یہ زمین ایسی ہے کہ اب تک اس سے کبر اور تعلّی کی آگ جوش زن ہے۔ خدا موسیٰ پر رحم کرے کہ کیوں اُس نے اسے چھوڑ دیا۔ ص ۲۵۶

## مصلح الزمان کی شرائط

۱ - تفقہ اور قوت بیان میں دوسروں پر فائق ہو۔

اور اتمام حجت پر قادر - اور صائب الرائے وغیرہ ہو۔

۲ - صاف انشاء پر قادر ہو - اور اپنے قول کو دلیل سے مضبوط کرے۔ ص ۳۲۷ - ۳۲۸

## معجزہ

دیکھو زیر "مسیح موعود کے معجزات"

## معراج

صحیح مذہب یہی ہے کہ وہ روحانی بیداری کے ساتھ کشفِ لطیف تھا۔ اور جسم نورانی کے ساتھ آپ کی روح آسمانوں پر گئی۔ جسمِ ارضی آسمان پر نہیں جاتا۔ جیسا کہ آیت الم نجعل الارض کفاتاً احیاء و امواتاً سے ظاہر ہے۔ ص ۲۶۴

## مکالمات و مخاطبات الٰہیہ

دیکھو زیر "مسیح موعود اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ"

## ملاوامل (آریہ)

الہام الیس اللہ بکاف عبدہ کی مہر ان کے ذریعہ بنوائی گئی۔ حکیم محمد شریف کلانوری کے پاس امرتسر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط اور الہام لے کر گئے تھے۔ وہاں مہرکن سے مُہر بنوائی۔

ص ۴۹۵ و ۵۱۵

## منظوم کلام

نظم بصورت مثنوی بزبان فارسی جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

کے شوی عاشق رُخ یارے بناز بر دل زخش کند کارے

اور آخری شعر یہ ہے ؎ ہر کہ از خود شد ایزدش خواند

نکتۂ ہست گر کسے داند

ص ۴۷۵ - ۴۸۵

## موسیٰ

حضرت موسیٰ بُردباری حلم - تہذیب اخلاق میں تمام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے اول درجہ پر تھے اور بے نظیر نبی تھے - لیکن کمال علم کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ قوم اسرائیل کے مفسد کسی طرح درست نہ ہوئے آخر خدا تعالیٰ نے طاعون سے انہیں ہلاک کیا۔ ص ۴۰

## مومنین اور مکذبین

مومنین اور مکذبین کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے اور مصدقین منصور ہوتے ہیں۔ ص ۲۵۱

## مہر

الیس اللہ بکاف عبدہ الہام کو ایک نگینہ میں کھدوا کر ایک مُہر بنوانا۔ حاشیہ ص ۴۹۴

## مہر علیشاہ (گولڑوی پیر)

۱ - اس کے دعویٰ علم قرآن کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بالمقابل تفسیر لکھنے کیلئے دعوت دی تو کچھ نہ لکھ سکا۔ اور کہا کہ پہلے نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے بحث ہو محمد حسین بٹالوی حَکم ہو اگر وہ میرے عقائد کی صحت کا فیصلہ دے تو میری بیعت کرنی ہوگی۔ پھر تفسیر لکھیں گے دوسرا مکر یہ کیا کہ لاہور پہنچکر یہ تاثر دیا کہ وہ تفسیر لکھنے کے لئے آیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور جانے کا ارادہ کیا۔ مگر جماعت کے مشورہ اور عدم سفر پر اصرار کی وجہ سے ارادہ چھوڑ دیا۔ مہر علیشاہ صاحب کے مریدوں کا گالیاں دینا اور لکھنا کہ رُعب

اور خوف سے حاضر نہیں ہوئے۔ اور پھر آپ کی طرف سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کیلئے دعوت ص ۲۳-۲۸ و حاشیہ ص ۴۳۱-۴۳۲، ص ۴۴۱-۴۴۲

۲۔ لیکن پیر گولڑوی کو تفسیر لکھنے کی ہرگز طاقت نہیں اس کا لاہور آنا جھوٹی شہرت حاصل کرنے کیلئے تھا۔ اس لئے عام لوگوں کو اس کی غلط بیانی سے بچانے اور اس کے عالم قرآن اور صاحب خوارق و کرامات ہونے کے دعویٰ میں جھوٹا ثابت کرنے کے لئے میں نے سورۃ فاتحہ کو جو ام الکتاب اور مفتاح القرآن ہے بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ اگر وہ خود نہ لکھ سکتا ہو تو بے شک مولویوں کے ایک گروہ کو اپنے ساتھ ملا لے اور عربی ادباء کی ایک جماعت بھی بلا لے لیکن وہ ایسی تفسیر نہیں لکھ سکیں گے۔ ص ۳۱-۵۳

۳۔ چونکہ اس نے تفسیر لکھنے کے لئے دعوت مقابلہ کے جواب میں مباحثہ کی دعوت دی تھی اسلئے میں نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں اپنا دعویٰ اور اس کے دلائل لکھے ہیں۔ یہ تیسری دفعہ خدا تعالیٰ اور میری طرف سے اتمام حجت کیلئے دعوت ہے۔ ص ۵۲-۵۵

۴۔ پیر صاحب کی کتاب سیف چشتیائی پر تبصرہ یہ کتاب اردو میں لکھی۔ تفسیر کا اس میں نام و نشان نہ تھا۔ گویا انہوں نے خود مہر لگا دی کہ درحقیقت اعجاز المسیح خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہے۔ ص ۴۲۹-۴۳۲

نیز دیکھو "سیف چشتیائی"

۵۔ گویا ان کا نام مہر علی ہے۔ کیونکہ اپنے عجز اور سکوت سے کتاب اعجاز المسیح کے اعجاز پر انہوں نے مہر لگا دی۔ حاشیہ ص ۴۳۲

۶۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل پیر جی کا عربی میں تفسیر لکھنے سے گریز۔ عربی تفسیر لکھ کر اپنی عربی دانی کا ثبوت دے دیں تو پھر فی غلطی پانچ روپیہ انعام دیا جائیگا۔ ان کا سیف چشتیائی میں لکھنا کہ میں لاہور آیا تھا۔ آپ باہر نہ نکلے جھوٹ ہے اور ان کی دروغگوئی کا ثبوت۔ اگر وہ تفسیر لکھ سکتے تھے تو گھر بیٹھ کر اعجاز المسیح کی مثل بنانے پر کیوں قادر نہ ہو سکے۔ ص ۴۴-۴۴۳

۷۔ تیسری دفعہ پیر جی کو مقابلہ کا موقعہ دیتا ہوں۔ ہم نزول المسیح کے آخر میں عربی اشعار لکھینگے اور ان سے اور علی حائری شیعہ سے ان کی مثل لانے کا مطالبہ کریں گے اگر بیس دن تک نظیر پیش کر دیں تو ہمارا یہ دعویٰ باطل ہو جائیگا کہ اعجازی طاقت جو نظم و نثر میں ہے یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے اور بہتر ہونے کی صورت میں دونوں مخاطبین کو ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا ص ۴۴۶-۴۵۱

۸۔ سیف چشتیائی میں پیر جی نے اعجاز المسیح یا شمس بازغہ پر نکتہ چینی کی وہ محمد حسن فیضی کی ہے۔ ان کتابوں پر جو اس نے نوٹ لکھے تھے وہ من و عن پیر جی نے اپنے نام پر اس کتاب میں

شائع کر دیئے۔ مجھے چند فقروں کا چور قرار دینے سے
ایک تمام و کمال کتاب کے سارق ثابت ہو گئے
اور اس سلسلہ میں میاں شہاب الدین سکنہ
بھیں اور مولوی کرم دین کے خطوط کی نقول۔
حاشیہ ص ۴۴۵-۴۵۸ نیز دیکھو "محمد حسن فیضی"

۹ - پیر مہر علی کے سیف چشتیائی میں دوسرے
اعتراضات اور شبہات کا جواب۔
ص ۴۵۴-۴۶۵ نیز دیکھو "سیف چشتیائی"

## ن

### نبی جمع انبیاء

۱ - زندہ نبی - اگر تو کسی نبی کی زندگی پسند رکھتا ہے
تو ہمارے نبی خیر الکائنات کی زندگی پر ایمان لاؤ۔
جو رحمۃ للعالمین ہے۔ اسے مُردہ اور ابن مریم کو
زندہ بلکہ زندہ کرنے والا سمجھتا ہے۔ ص ۱۸۰

۲ - نبی کے معنے - لغت کی رُو سے۔ عربی اور
عبرانی میں خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب
کی خبر دینے والا یا پیشگوئی کرنے والا ہیں۔
جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی
صادق آئیگا۔ ص ۲۰۸ و ص ۲۰۹-۲۱۰

۳ - نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ اگر رسول نہ ہو
تو حسب منطوق آیت لا یظہر علیٰ غیبہ
احداً الا من ارتضیٰ من رسول غیب
مصفیٰ کی خبر اس کو نہیں مل سکتی۔ ص ۲۰۸

۴ - نبی اور محدث۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے
غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا تو اسے کس نام سے پکارا
جائے۔ اگر کہو محدث کے نام سے۔ تو تحدیث
کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب کے
نہیں۔ مگر نبوت کے معنے اظہار امرِ غیب ہے
ص ۲۰۹ وحاشیہ

۵ - اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی نہیں
ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے کہ اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔
پس اس آیت میں امت کے لئے موعودہ انعامات
میں وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رُو سے
انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن
قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے
دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے
ص ۲۰۹ وحاشیہ

۶ - نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ
صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ امورِ غیبیہ
کھلتے ہیں۔ ص ۲۱۰

۷ - نبوت اور مسیح موعود
دیکھو "مسیح موعود اور نبوت"

۸ - ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف
سے ثابت ہے۔ ص ۲۱۵

۹ - میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر
بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام
کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر
اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا
ہوں۔ ص ۳۸۰-۳۸۱

۱۰ - میں رسول اور نبی نہیں ہوں - یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں باعتبار ظلیت کاملہ کے - میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے -
حاشیہ صـــ ۳۸۱

۱۱ - سرور انبیاءؐ نے مسیح موعود کا نام نبی اللہ اور رسول رکھا ہے - حاشیہ صـــ ۳۸۱

۱۲ - باوجود کتاب کے نبی یا مزکّی کی ضرورت ہے جیسا کہ آیت یتلوا علیھم ایٰتہٖ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ سے ظاہر ہے
صـــ ۴۶۹

## نجات کا مدار

ا - انسان کی نجات اس پر موقوف ہے کہ یا تو شخص خود براہ راست خدا تعالےٰ سے یقینی مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتا ہو - یا وہ جو ایسے شخص کا ہم صحبت اور اس کے دامن سے وابستہ ہو کر ضروری اور قطعی علم تک پہنچ جائے کہ اس کا ایک قادر رحیم وکریم خدا ہے - اور یہ کہ اسلام درحقیقت سچا دین ہے -
صـــ ۴۶۸ و صـــ ۴۸۵

ب - چونکہ نجات بجز حق الیقین کے ممکن نہیں پس ضروری ہوا کہ انسان زندہ مذہب کا طالب ہو - اور وہ مذہب مُردہ ہے جس میں ہمیشہ کے لئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہیں کیونکہ وہ یقین کی راہ بند کرتا ہے - صـــ ۴۶۸ - ۴۶۹
نیز دیکھو "یقین"

ج - عیسائیوں کا خیال کہ ابن مریم کی خودکشی نے انکو نجات دے دی باطل ہے - کیونکہ وہ محجوبیت شکوک اور شبہات اور گناہ کے دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں - صـــ ۴۷۳

د - نجات کا سرچشمہ یقین سے شروع ہوگا - صـــ ۴۷۳

ھ - نجات کی جڑ اور اس کا ذریعہ صرف یقین ہے اور یہ یقین یا دیدار سے میسّر آتا ہے یا گفتار سے جو خدا کا یقینی کلام ہے - صـــ ۴۸۹

## نزول مسیح کا عقیدہ اور علماء اقدمین

ا - ان کی اجتہادی غلطی تھی وہ معذور ہیں - ان کو بُرا نہیں کہنا چاہیئے - خدا ان کو معاف کرے ان کی یہ اجتہادی غلطی ایسی تھی جیسی غنم القوم کے مسئلہ میں حضرت داؤدؑ کی اجتہادی غلطی -
صـــ ۲۳۶

ب - مخالفین کو سوائے اس کے کوئی بات اچھی نہیں لگتی کہ مسیح عیسیٰ بن مریم فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے زرد چادروں میں ملبوس دوسرے آسمان سے نازل ہو - امت محمدیہ سے مسیح موعود کا مبعوث ہونا انہیں بُرا لگتا ہے - صـــ ۳۶۰

ج - سورۃ نور میں وعدہ منکم اور حدیث صحیحین میں امامکم منکم سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود امت میں سے ہوگا - صـــ ۳۶۵

## نزول المسیح

کتاب نزول المسیح کا ذکر تریاق القلوب کے اس حصہ میں جو ۱۹۰۲ء میں لکھا گیا - اور کشتیٔ نوح

میں جو اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی آیا ہے۔
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا زمانہ ۱۹۰۲ء ہے اور اسکی اشاعت ۱۹۰۹ء میں حضرت اقدسؑ کے وصال کے بعد ہوئی۔
وجہ التوائے اشاعت کیلئے دیکھیں ص ۶۱۹-۶۲۰

## نشان جمع نشانات

۱۔ کیا مخالفوں کی سلسلہ کو مٹانے کے لئے جان توڑ کوششوں کے باوجود سلسلہ کی ترقی ایک عظیم الشان نشان نہیں ہے؟ ص ۳۸۴

۲۔ خسوف و کسوف در رمضان اور طاعون کے نشانوں کا ذکر۔ دیکھو "خسوف و کسوف" اور "طاعون"

۳۔ مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹوں کے بیکار ہونے اور ان کی جگہ نئی سواری کے پیدا ہونیکا نشان جو آیت واذا العشار عطلت اور حدیث لیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا میں بیان ہوا ہے۔ ص ۴۰۶

۴ دیگر نشانات۔ (ا) بموجب حدیث ستارہ ذوالسنین نکلا۔ طاعون بھی ظاہر ہوئی۔ حج بھی روکا گیا۔ کسر صلیب کی بھی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ آدم سے چھ ہزار برس بھی گذر گئے پھر شرط کے مطابق آتھم مرگیا۔ لیکھرام کے قتل کا نشان۔ اخویم مولوی نورالدین کے لڑکے کے مرجانے پر خدا نے ایک اور لڑکے عبدالحی کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر چار لڑکے پیدا ہونے کا نشان۔ ایک یہ نشان کہ عبدالحق ابھی زندہ ہوگا کہ چوتھا لڑکا پیدا ہو جائیگا۔ اور قرآن کی تفسیر عربی فصیح و بلیغ میں لکھنے کے لئے دعوت اور کسی کے مقابلہ پر نہ آنے کا نشان۔ ترقی جماعت اور خداؔ کی معجزانہ تائید۔ اور مخالفین کی میری تباہی کے لئے دعاؤں میں ناکامی۔ پھر جس نے مباہلہ کیا آخر اس نے ذلت یا موت کا مزا چکھا چند مباہلین کے اسماء۔ اور مالی فتوحات کا ذکر۔ ص ۴۰۶-۴۱۰

(ب) محمد حسن فیضی کا اعجاز المسیح پر نکتہ چینی پر مشتمل نوٹ لکھنا اور طبع کرنے سے مطابق پیشگوئی تندمر وتدمر مندرجہ سرورق نامراد رہنا۔ اور ایک جگہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھنا۔ اور چند روز کے اندر مرجانا۔ حاشیہ ص ۴۴۶ و ص ۴۵۳

(ج) اور پیر مہر علیشاہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چند فقروں کے سرقہ کا الزام دینا۔ اور مطابق الہام انی مھین من اراد اھانتک خود سارق ثابت ہونا۔ حاشیہ ص ۴۴۷

## نظم

دیکھو "منظوم کلام"

## نماز

ا۔ بندے کو رب العباد تک پہنچانے کی سواری ہے ص ۱۶۶

ب۔ افضل العبادات پنجوقتہ نمازوں کو ان کے

اول وقت میں ادا کرنا ۔ صـــ ۶۶

ج ۔ جو اپنی نمازوں میں فروتنی اختیار کرتا ہے ۔ اس کے سامنے بادشاہ بھی فروتنی اختیار کرتے ہیں ۔ اور اس مملوک کو خدا مالک بنا دیتا ہے ۔ صـــ ۱۶۷

# و

## وحی

۱ ۔ مسیح موعود کا اپنی وحی پر ایمان ۔ جیسا کہ میں قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ پر ہوئی ۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلعم پر اپنا کلام نازل کیا ۔ صـــ ۲۱۰

۲ ۔ قرآنی وحی کی مانند اور کوئی وحی نہیں ۔ اگرچہ محض خدا کی طرف سے اس کے بعد بھی وحی ہے کیونکہ وحی رسالت میں خدا کی تجلیات ہیں ۔ اور جیسی تجلی خدا نے خاتم الانبیاء پر کی ویسی تجلی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی بعد میں ہو گی صـــ ۲۷۶

۳ ۔ وحی اولیاء کی شان وحی فرقان کی طرح نہیں خواہ قرآن کے کلمات کی مانند انہیں کوئی کلمہ وحی کیا جائے ۔ صـــ ۲۷۶

۴ ۔ خدا نے اپنی وحی تازہ کے ذریعہ سے ہمیں اپنی خاص چمکاریں دکھلائیں یہاں تک کہ ہم نے خدا کو دیکھ لیا ۔ صـــ ۴۱۴

۵ ۔ ہر ایک چیز کا مالک خدا ہے ۔ وہ اختیار رکھتا ہے کہ کوئی عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی نازل کرے ۔ بعض الہامات ایسی زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں ۔ الغرض مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں ۔ صـــ ۴۳۵ و صـــ ۴۳۸

۶ ۔ بعض اوقات بعض فقروں میں خدا تعالیٰ کی وحی انسانوں کی بنائی ہوئی صرفی نحوی قواعد کی بظاہر اتباع نہیں کرتی ۔ مگر ادنیٰ توجہ سے تطبیق ہو سکتی ہے ۔ اور ممکن ہے اس قسم کا محاورہ کسی زمانہ میں پہلے بھی گذر چکا ہو ۔ پس خدا تعالیٰ کی وحی کو اس بات سے کوئی روک نہیں کہ بعض فقرات گذشتہ محاورہ یا موجودہ محاورہ کے موافق بیان کرے ۔ اسوجہ سے قرآن میں بعض خصوصیات ہیں ۔ صـــ ۴۳۰

دیکھو "عربی لغت"

۷ ۔ آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا سے ایسے لوگوں کا ردّ جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد خدا وحی کے فیضان پر قادر نہیں رہا ۔ صـــ ۴۶۳ و صـــ ۴۸۷ و صـــ ۴۸۹

۸ ۔ خدا کا کلام اپنی قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذّت اور کشش اور خارق عادت تجلّی

اور یقین بخشنے والی خاصیت اور اس کے ساتھ ذرہ
ذرہ پر تصرف کرنے والے ملائک وغیرہ کے ساتھ
خود یقین دلاتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں
ص ۲۶۴ و ص ۴۸۹

۹۔ شیطانی القاء (ل) اگر کسی ملہم کو یہ شبہ گذرے
کہ جو کلام اس نے سنا یا دل پر پہنچا یا اس کی زبان پر
جاری ہوا کہ وہ شیطانی آواز ہے یا حدیث النفس ہے
تو در حقیقت وہ شیطانی آواز ہوگی یا حدیث النفس ہوگی
ص ۲۶۴ و ص ۲۹۲
نیز دیکھو "الہام رحمانی و شیطانی"

(ب) اگر کوئی یقینی مرتبہ سے کمتر ہو تو وہ شیطانی
کلام ہے نہ ربانی۔ ص ۴۸۶

۱۰۔ خدا تعالیٰ کی وحی کا مورد جو اپنے ساتھ قوت برکت
روشنی وغیرہ صفات رکھتی ہے بجائے خود ایک
معجزہ قرار دیتا ہے۔ اور وہ وحی اسے خدا کا
عاشق زار اور صدق ثبات میں دیوانہ کی طرح
بنا دیتی ہے۔ اور اپنی مثال۔ ص ۴۶۴

۱۱۔ آفتاب وحی الٰہی جس دل پر متجلی ہو اس کے ساتھ ظن
اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔ حضرت
ام موسیٰ اور حضرت مریم اور حضرت خضر اور
صحابہ کی وحی و الہام کی مثالیں۔ ص ۴۶۷

۱۲۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی یقینی وحی پہلی امتوں کے اکثر
مردوں اور عورتوں کو ہوتی رہی اس امت میں
بھی ہونا ضروری ہے۔ ورنہ یہ امت خیر الامم
نہیں بلکہ اخسر الامم ٹھہرے گی۔ ص ۲۶۰ و ص ۴۸۷

## وفات عیسیٰؑ

ا۔ وفات عیسیٰ کا ذکر اور آیات فلما توفیتنی
قد خلت من قبله الرسل۔ فیہا تحیون و فیہا
تموتون۔ ولکم فی الارض مستقر و متاع الیٰ حین
اور اموات غیر احیاء الآیۃ ص ۱۷۹ و ص ۱۸۲
و ص ۱۸۵ و ص ۳۶۰ و ص ۳۶۵ و ص ۳۷۰

ب۔ سورۃ بنی اسرائیل مسیح کو آسمان پر جانے سے روکتی
اور آل عمران اس کی وفات کا وعدہ کرتی اور
سورۃ مائدہ اس کے لئے وفات کا مائدہ بچھاتی
ہے۔ ص ۱۸۵

ج وفات یافتہ دنیا کی طرف واپس نہیں آ سکتا۔
جیسا کہ آیت فیمسک التی قضیٰ علیہا
الموت اور آیت حرام علیٰ قریۃ اہلکنٰہا
سے ظاہر ہے۔ اور معجزہ احیائے موتی میں دنیا
کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔ ص ۱۸۶

د۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات
میں عیسیٰ کی روح دیکھی ص ۳۶۴ نیز دیکھو "معراج"

ھ۔ وفات عیسیٰ اور اس کا نزول۔ مجھ سے
پہلے علماء اپنی اجتہادی غلطی کی بنا پر خیال
کرتے رہے کہ ابن مریم آسمان سے آئیگا اس لئے
وہ معذور ہیں۔ انہیں برا نہیں کہنا چاہیئے۔
ان کی نیتوں میں فساد نہیں تھا۔ خدا ان کو
معاف کرے۔ ص ۲۳۶

۴۔ یقین اپنے نوروں سمیت آتا ہے۔کوئی انسان آسمان تک نہیں پہنچ سکتا مگر وہی جو آسمان سے آتا ہے۔یعنی کلام الٰہی ۔ ص ۴۷۲

۵ ۔ یقین کے بغیر کوئی عمل آسمان پر نہیں جا سکتا اور نہ اندرونی کدورتیں اور بیماریاں دُور ہوسکتی ہیں۔ ص ۴۷۲

۶ ۔ یقین اس یقینی کلام کے بعد جو آسمان سے نازل ہونا پیدا ہوتا ہے خدا خدا کے ذریعہ سے ہی پہچانا جاتا ہے ۔ص ۴۷۲

۷ ۔ نجات کا سرچشمہ یقین سے شروع ہوتا ہے سب سے بڑی نعمت خدا کے وجود سے متعلق یقین کا حاصل ہونا ہے جو مجرم اور سرکش کو بے سزا نہیں چھوڑتا ۔ اور رجوع کرنے والے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہی یقین تمام گناہوں کا علاج ہے ۔بجز یقین کے انسان گناہ سے رُک نہیں سکتا۔ ص ۴۷۴

۸ ۔ زندگی کا سرچشمہ یقین سے ہی نکلتا ہے۔ اور آسمان کی طرف اڑانے والے پر یقین ہی ہے ۔ ص ۴۷۴

۹ ۔ اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو! اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو۔ یا اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ ص ۴۷۴ - ۴۷۵

۱۰ ۔ یہ یقین یا تو دیدار سے میسّر آتا ہے ۔ یا اس گفتار سے جو خدا کا یقینی کلام ہے جو اپنی طاقت اور شوکت اور دلکش خاصیت اور خوارق سے اپنا کلام الٰہی ہونا ثابت کر دیتا ہے۔ ص ۴۸۹

۱۱ ۔ یقین تک پہنچنے کا ذریعہ ابتداء دنیا سے آج تک خدا کا قول چلا آیا ہے جس کی تائید و تصدیق اس کا خارق عادت فعل کرتا ہے ۔نبوی زمانہ سے بُعد کی وجہ سے جب گذشتہ کلام پر دلوں میں یقین نہیں رہتا اور خدا کا کلام گویا ان کو چھوڑ کر آسمان پر اُٹھ جاتا ہے ۔تب ایک جوہر قابل پیدا کیا جاتا ہے ۔جس کو خدا کے کلام کی طاقت یقین کے کامل مرتبہ تک پہنچاتی ہے اور وہ علم جو آسمان پر اُٹھ گیا تھا اس کے ذریعہ زمین پر واپس آتا ہے ۔اس طرح ہمیشہ یقین خدا کے تازہ مکالمہ سے تازہ ہوتا رہتا ہے۔ ص ۴۹۰-۴۹۱ نیز دیکھو "کتب الٰہیہ کے نزول کی غرض"

## یوز آسف

ا ۔ عیسائیوں کے قول کہ یوز آسف مسیح کا ایک حواری تھا کی تردید کہ صاحب انجیل صرف عیسیٰ علیہ السلام تھے ۔ ص ۳۶۱-۳۶۲

ب ۔ عبرانی نام ہے جو یسوع اور آسف سے مرکب ہے ۔ یسوع کے معنے نجات یافتہ جو حوادث سے نجات یافتہ ہے ۔

آسف کے معنے متفرق فرقوں کو جمع کرنیوالا
اور یہ انجیل میں مسیح کا نام ہے ۔ اسی طرح
بعض صحف انبیاء بنی اسرائیل میں بھی مذکور ہے
صـ ۳۷۰ - ۳۷۱

تمت